بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی اظہر علیٰ غیبہ من اجتباہ من المرسلین والصلوٰۃ والسلام علیٰ افضلہم المعطیٰ علم الاولین والآخرین وعلیٰ آلہ واصحابہ الذین نالوا حظا وافرا من الکشف والیقین اما بعد مخفی مباد کہ عرصہ چند روز کا گذرا کہ جناب شرافت ماب سیادت انتساب سید رفیع الدین صاحب رفع اللہ مدارجہ فی الدارین نے ایک استفتا متعلق علم غیب انبیا وغیرہ کلکتہ سے طرف اس خاکسار سراسر قصور محرر سطور کے روانہ کیا تھا۔ اور چونکہ اوسمین چند باتین مخالف مذہب منصور جمہور اہل سنت وجماعت کے مندرج تھین اوسکا رد بڑی تاکید سے طلب فرمایا ہر چند عذر عدم لیاقت وقلت فرصت بیش کیا گیا مگر ایک بھی مقبول نہوا اور تاکید سابق کو بواسطہ خطوط زیادہ تر مؤکد کیا ناچار امتثالا للامر یہ رسالہ مختصر بحسب لیاقت اوسکی رد مین لکھا اور بعد اتمام کے اسکا تنبیہ الغفول عن علم غیب الرسول

نام رکھا اللّٰھمّ اجعلہ خالصاً لوجھک الکریم ومرضاۃ لنبیک الرؤف الرحیم علیہ وعلی آلہ واصحابہ الوف الصلوٰۃ والتسلیم **قولہ** اوسکے اعتقاد سے یہ امر متحقق ہوتا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب حاصل ہی حالانکہ آپ کے عالمِ غیب ہونے کا معتقد کافر ہی **اقول** بتوفیق اللہ وتوفیقہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم غیب کا معتقد کافر نہین ہی بلکہ مومن کامل ہے مگر جو آپ کے علمِ غیب کا مطلقاً منکر ہو وہ البتہ کافر ہی کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے صفتِ علم غیب باتفاق اہل حق بنص قطعی قرآنی ثابت ہی اور منکر منصوص مکذب نص قرآن ہی اور مکذب نص قرآن کافر ہی اور منکر منقص شان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی اور منقص شان حضرت بھی کافر ہی ہان اگر کوئی شخص آنحضرتؐ کے واسطے علم غیب بالاستقلال بدون اعلام علام الغیوب ثابت کرے تو وہ بیشک کافر ہی کیونکہ علمِ غیب باستقلال خاص واسطے ذات باری تعالیٰ کے ہی مگر اہل سنت مین سے اسکا کوئی قائل نہین ہی تفصیل اس اجمال کی یہ ہی کہ غیب سے مراد وہ چیز ہی کہ حواس ظاہری اور باطنی سے پوشیدہ ہو اور اوسکے اسباب وعلامات بھی عقل وفکر مین نہ آوین تا عقل اوسکو بداہۃً یا استدلالاً معلوم کرے جیساکہ **تفسیر بیضاوی** مین لکھا ہی والمراد بہ الخفی الذی لا یدرکہ الحس ولا یقتضیہ بداھۃ العقل الخ اور تفسیر **عزیزی** مین لکھا ہی غیب نام چیزیست کہ از ادراک حواس ظاہرہ

وباطنہ غائب باشد نہ حاضر تا بمشاہدہ و وجدان دریافت شود الخ اور علم غیب مذکور یعنے جاننا اوسکا دو طرح پر ہی ایک استقلالی دوسرا غیر استقلالی۔ اول خاص صفت ذات الٰہی اور ثانی صفت ذات حضرت رسالت پناہی اور مطلق فیمابین ہر دو مشترک جسطرح اول کا اطلاق ثانی یعنے ذات رسالت پناہی پر جایز نہیں اسیطرح ثانی کا اول یعنے ذات الٰہی پر جایز نہیں اور مطلق کا اطلاق دونوں پر جایز ہی تو پھر جناب رسالت مآب کا مطلق عالم غیب ہونے کا معتقد کسطرح کافر ہوا حالانکہ واسطے وجود مطلق کے وجود فرد واحد کافی ہی والّا لازم آتا ہی کہ جناب باری کے بھی مطلق عالم غیب ہونے کا معتقد کافر ہو کیونکہ لازم آتا ہی کہ جناب باری کا علم غیر استقلالی بھی ہی اور یہ بالاتفاق کفر ہی۔ امر اوّل یعنے علم غیب صفت خاصہ الٰہی استقلالی ہی نہ غیر استقلالی ثابت ہی بتصریح علماء دین وتشریح فضلاء معتمدین چنانچہ فرمایا شرح عقائد مین بخلاف الخالق تعالیٰ فانہ لذاتہ لا بسبب من الاسباب اور فرمایا روض النضیر شرح جامع الصغیر مین امام مناوی نے اما قولہ لایعلمھا فمفسر بانہ لایعلمھا احد بذاتہ ومن ذاتہ الا ھو انتھیٰ۔ اور فرمایا امام نووی نے اپنے فتاوے مین مسئلہ ما معنی قول اللہ تعالیٰ لا یعلم من فی السمٰوات والارض الغیب الا اللہ واشباہ ذالک مع انہ قد علم ما فی غد فی معجزات النبی علیہ صلوات اللہ وسلامہ وفی کرامات الاولیا رضی اللہ عنھم

الجواب معناه لا یعلم ذالک استقلالاً الا اللہ واما المعجزات والکرامات فحصلت باعلام اللہ لا استقلالاً۔ انتہی مختصراً۔ اور اس قول نووی کو صاحب فصل الخطاب وغیرہ نے بھی اپنے رسالون مین نقل کیا ہے اور شاہ عبدالحق محدث دہلوی نے مدارج النبوت مین لکھا ہو واز جملہ معجزات باہرہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بودن اوست مطلع بر غیوب وخبر دادن باآن چہ حادث خواہد شد از کائنات و علم غیب اصالۃ مخصوص است بپروردگار تعالیٰ وتقدس کہ علام الغیوب است انتہی۔ اور رسالہ فصل الخطاب مین لکھا ہو بدانکہ علم غیب استقلالاً صفت خاصہ عالم غیب است تعالیٰ وتقدس ۱۲ حاصل ان عبارتون کا یہ ہو کہ علم غیب بالذات اور استقلالا اور اصالۃ خاص واسطے اللہ ہی کے ہی غیر کو نہین اور سوال کیا کسی نے کہ اللہ فرماتا ہی آسمان اور زمین مین سوا اللہ کے اور کوئی غیب نہین جانتا ہو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور اولیاؤن سے معجزۃً وکرامۃً علم غیب واقع ہوا ہو اسمین کیا تطبیق ہو تو جواب دیا کہ علم غیب باستقلال سوا اللہ کے کوئی نہین جانتا اور انبیا اور اولیا کا علم غیب استقلالی نہین **فائدہ** بیچ بیان معنی استقلال اور بالذات اور اصالت کے ۱۲۔ استقلالاً اور بالذات اور اصالۃً ان تینون لفظون کے ایک ہی معنی ہین یعنے جو علم بلا توسط اسباب ہو کسی کا بتلایا سکھایا ہوا نہو اور جو ایسا نہو وہ غیر استقلالی ہو اور نجدی نے کتاب التوحید مین لکھا

ہے وما یتفوہ بہ عقلاء مشرکی زماننا بان المراد نفی العلم والدرایۃ التفصیلیۃ المستقلۃ
ولا نذعیہ لا نفی العلم باعلام اللہ الذی ندعیہ الیٰ قولہ فھو ابتداع فی الدین انتہٰی
علماء مکہ معظمہ جزاہم اللہ خیراً نے اوسکے رد مین لکھا ہے ماقال النجدی فی المعنی
المراد ونقلہ فھو حق وھدایۃ من السلف والسواد الاعظم ویجب القول بہ دفعاً
للتعارض ولکن لما کان حقا الامر دلہ ولم یھتد لتسلیم الحق عبر عنہ بھفوۃ عقلاء
مشرکی زمانہ لعنۃ اللہ علیہ یسمی ماصح عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
ھفوۃ وابتداعا فی الدین الم یسمع انہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علم علم الاولین
والآخرین ۔ انتہٰی ۔ خلاصہ اس عبارت کا یہ ہے کہ جب کہا نجدی نے یہ جو کہتے
ہین اس زمانہ کے عقلمند مشرک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علمِ غیب
تفصیلی استقلالی نہین ہے اور غیر استقلالی ہے سو بدعت ہے دین مین تو کہا
اوسکے جواب مین علماء اسلام نے یہ جو کہا اور نقل کیا نجدی نے کہ علم غیب
خاصۂ الٰہی استقلالی ہے سو حق ہے اور ہدایت ہے سلف اور سواد اعظم سے اور
یہ بات واجب التسلیم ہے تا تعارض آیات اور احادیث دور ہو مگر جبکہ یہ بات حق
تھی کسیطرح رد نہین ہو سکتی اور اوسکے تسلیم کی ہدایت نہ پائی کہدیا کہ اس زمانہ
کے مشرک ایسا کہتے ہین لعنت اللہ کی اوسپر کہ حق بات کو جو صحیح حدیثون سے
ثابت ہے لغو اور بدعت نام رکھتا ہے کیا نہین سُنا اوسنے کہ تحقیق نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کو معلوم تھا علم اولین اور آخرین کا انتہٰی ان نقول منقولہ صحیحہ صریحہ

سے ثابت ہوا کہ علم غیب خاصۂ الٰہی استقلالی ہے اور یہ مذہب سلف اور سواد اعظم ہے اور تسلیم کرنا اوسکا واجب اور منکر اوسکا مردود و مطرود ہے اب جاننا چاہیے کہ امر ثانی اور ثالث یعنے ہونا علم غیب غیر استقلالی کا صفات کمال حضرت رسالت پناہی سے اور ہونا مطلق کا مشترک فیما بین ہر دو اوّلاً ثابت ہے ساتھ نصوص قرآنیہ کے اوسمین سے ہے قول باریتعالیٰ کا عالم الغیب فلا یظهر علیٰ غیبه احدا الا من ارتضی من رسول اور قول اللہ تعالیٰ کا ما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب ولکن اللہ یجتبی من رسله من یشاء ان دونون آیتون کی تفسیر مین تفسیر کبیر مین لکھا ہے یعنی انه لا یطلع علی الغیب الا المرتضی الذی یکون رسولا ۱۲ ای ولکن اللہ یصطفی من رسله من یشاء فیخصهم باعلامهم اور تفسیر مدارک مین لکھا ہے الا رسولا قد ارتضاه فانه یطلعه علی غیبه ما شاء فیعلم ذلک من جهة اخبار اللہ لا من نفسه انتهی مختصرا اور تفسیر روح البیان مین لکھا ہے ای الا رسولا ارتضاه واختاره لاظهاره علی بعض غیوبه وقال ابن الشیخ انه تعالیٰ لا یطلع علی الغیب الذی یختص به علمه الا المرتضی الذی یکون رسولا اور تفسیر حسینی مین لکھا ہے پس آشکار انسازد و مطلع نگرداند بر غیبیکہ مخصوص است بعلم او تعالیٰ یکی را مگر آنرا پسندد از فرستادۂ خود کہ اورا بر بعض ازان اطلاع دہد تا معجزہ او بود مراد ازین رسول محمد است صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور تفسیر عزیزی مین لکھا ہے یعنی پس مطلع نمیکند بر غیب

خاص خود ہیچکس را بوجہیکہ رفع تلبّس واشتباہ و خطا کلی دران اطلاع
حاصل شود مگر کسی راکہ پسند میکند وآنکس رسول باشد خواہ از جنس ملک
وخواہ از جنس بشر مثل حضرت محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام اورا اظہار بر بعض
غیوب خاصہ خود میفرماید انتہی مختصراً۔ علیٰ ہذا القیاس اور بہت سی تفسیرون
مین لکھا ہی بخوف طوالت کہ مورث ملالت ہی اسیقدر پر اکتفا کیگئی حاصل
ان اقوال مفسرین کا دونون آیتون مذکور کی تفسیر مین یہ ہی کہ اللہ نہین خبردار
کرتا ہی اپنے غیب خاص پر مگر جسکو پسند کرتا ہی رسول سے یعنے رسول کو مطلع
کردیتا ہی اپنے غیب خاص پر جتنا چاہتا ہی اوسطرح پر کہ اوسمین کسیطرح کا شک
وشبہ اور احتمال خطا باقی نہین رہتا اور اسطرح کی اطلاع کو اظہار شخص بر غیب
کہتے ہین اور مراد رسول سے آیت شریف مین محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہین
فقط یا اور پیغمبر بھی اور یہ علم غیب پیغمبر کو باعلام الٰہی حاصل ہوتا ہی نہ بذات
خود انتہی۔ ساتھ اس تفسیر وبیان مفسرین کے ثابت ہوا کہ یہ دونون آیتین
دلالت کرتی ہین اس بات پر کہ حضرت رسالت پناہی کو علم غیب مخصوص
باعلام اللہ حاصل ہی اور یہ علم غیر استقلالی ہی تو پھر اپنا مقصود ثابت ہوا کہ علم
غیب غیر استقلالی صفات سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہی اور
مطلق فیما بین ہر دو مشترک ہی دلالت کرتا ہی اسپر قاعدہ مذکورہ کہ مقسم اپنے
اقسام اور جنس اپنے انواع مین داخل اور مشترک رہتی ہی اور ثانیاً ثابت کیے

ساتھہ احادیث صحیحہ کے چنانچہ شفاء قاضی عیاض مین لکھاہی عن حذیفة قال قام فینا مقاما فما ترك شیئا الی قیام الساعة الاحدثه الخ اور اسی شفاء مذکور مین ہی قال ابو ذر لقد ترکنا رسول اللہ تعالیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وما یحرك الطائر جناحیه فی السماء الا ذکرنا منه علما انتہی اور ملا علی قاری نے شرح شفاء مین لکھاہی ولفظ مسلم عن ثوبان ان اللہ زوی لی الارض فرأیت مشارقها ومغاربها ای جمعها الی حتی طلعت علی ما فیها جمیعها انتہی مختصرا اور مواہب لدنیہ مین لکھاہی اخرج الطبرانی عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ قد رفع لی الدنیا فانا انظر الیها والی ما هو کائن فیها الی یوم القیامة کانما انظر الی کفی هذه خلاصہ ان احادیث کا یہ ہی کہ ابو حذیفہ نے فرمایا کہ کھڑے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک جگہہ مین پس بیان کیا سب جو قیامت تک ہونیوالا ہی کچھہ اوسمین سے چھوڑا نہین اور ابو ذرؓ نے کہا کہ بیان کر گئے واسطے ہمارے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پرندے کا پر مارنا آسمان مین علم اجمالی یا تفصیلی ف شارح مواہب نے کہا معنی اسکی یہ ہین کوئی چیز ایسی نہین چھوڑی کہ جسکا بیان نہین کیا ۱۲ اور مسلم نے ثوبان سے روایت کی کہ جمع کئی گئی واسطے میرے زمین مشرق سے مغرب تک یہان تک کہ جو کچھہ اوسمین ہی اوس سب پر مطلع ہوا مین اور طبرانی نے ابن عمرؓ سے روایت کی کہ کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ تحقیق اللہ

نے اوٹھا یا میرے واسطے دنیا کو سو دیکھتا ہون مین طرف اوسکے اور جو
اوسمین ہونیوالا ہی قیامت تک گو یا کہ دیکھتا ہون مین طرف اس میری ہتیلی
ہاتھ کی انتہی۔ اسکے سوا اور حدیثین بہت مین جو حضرتؐ کے علم غیب پر عموماً
یا خصوصاً دلالت کرتی ہین مگر بخوف طول کہ باعث ملال خاطر ناظرین ہو سب کو
نقل نہین کیا جسکا جی چاہے بالاستیعاب دیکھنے کا تو مطالعہ کرے کتب احادیث
وسیر کا سب حال بخوبی منکشف ہو جائیگا اور ثالثاً ثابت ہی باتفاق اقوال ائمہ
امت محمدیہ شرح مقاصد مین لکھا ہی اما اظہار المعجزات فلانہ اتی بالقران
واخبر بالمغیبات الخ اور شفاء قاضی عیاض مین لکھا ہی ومن ذلك
ما اطلع علیہ من الغیوب وما یکون والاحادیث فی ھذا الباب بحر لا یدرك
قعرہ ولا ینزف غمرہ وھذہ المعجزۃ من جملۃ معجزاتہ المعلومۃ علی القطع الواصل
الینا خبرھا علی التواتر لکثرۃ رواتھا واتفاق معانیھا علی الاطلاع علی الغیب الخ
اور شرح خفاجی مین لکھا ہی وھذا لا ینافی الآیات الدالۃ علی انہ لا یعلم الغیب
الا اللہ تعالیٰ فان المنفی علمہ من غیر واسطۃ واما اطلاعہ علیہ باعلام اللہ
تعالیٰ فامر متحقق بقولہ تعالیٰ فلا یظھر علی غیبہ احدا الخ اور اسیطرح ہی شرح
زرقانی شرح مواہب کی اور انموذج اللبیب مین جلال الدین سیوطی
نے لکھا ہو واوتی علم کل شیٔ الا الخمس التی فی آیۃ ان اللہ عندہ علم الساعۃ
وقیل انہ اوتیھا وامر بکتمھا انتھی اور ابن حجر نے شرح مکیہ شرح منظومہ مین

لکھا

لکھا ہے وسع العالمین علما علما تمیزای وسع علمہ العالمین الانس والملائکۃ والجن لان اللہ تعالیٰ اطلعہ علی العالم فعلم علم الاولین والآخرین ماکان منہ ومایکون کما مرّ انتہی اور اسی منح مین لکھا ہے ولان اکثر علوم نبینا تتعلق بالمغیبات بدلیل فعلمت علم الاولین والآخرین فی الحدیث الصحیح المشہور انتہی مختصرا اور مدارج سے پہلے گذر چکا کہ از جملہ معجزات باہرہ صلی اللہ علیہ وسلم بودن او ست مطلع بر غیب وخبر دادن بآنچہ حادث خواہد شد از کائنات اور مواہب اللدنیہ مین لکھا ہے ولاشک ان اللہ اطلعہ علی ازید من ذلک والقی علیہ علم الاولین والآخرین اور علامہ شیخ ابراہیم بیجوری نے شرح قصیدہ بردہ مین لکھا ہے والمراد بعلومہ صلی اللہ علیہ وسلم المعلومات التی اطلعہ اللہ علیہا فانہ تعالیٰ اطلعہ علی علوم الاولین والآخرین وانہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یخرج من الدنیا الابعد ما اعلمہ اللہ تعالیٰ بہذہ الامور انتہی خلاصہ ان عبارتون کا یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غیب دانی ایک دریای عمیق عظیم الشان ہے جسکی تھاہ نہین ملتی ہے اور یہ امر قطعی بتواتر ثابت ہے جسمین کسیطرح کا شک و شبہہ نہین اور جو آیتین دلالت کرتی ہین نفی علم غیب پر غیر اللہ سے اوس سے مراد علم بیواسطہ یعنے استقلالی ہے اما بواسطۂ اعلام الٰہی پس امر محقق ثابت ہے اور دئیے گئے آپ علم ہر شی کا جو عالم مین ہے علم اگلون کا اور پچھلون کا جو اوسمین ہوا اور ہوگا یہان تک کہ کہا بعض نے دیا گیا آپ کو علم اون پانچ چیز کا بھی جنکا علم اللہ نے

قرآن مین اپنے ساتھ خاص کیا ہی مگر غیرون سے چھپانے کا حکم تھا اور رد
نجدی مین علماء مکہ معظمہ رحمہم اللہ نے لکھا ہی الم تسمع ما فی حدیث
ابن اخطب و ابن حذیفۃ رض فی الصحیح انہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اخبرہما
ھو کاین الی یوم القیامۃ وفی الشفاء وبحسب عقلہ کانت معارفہ صلی اللہ
علیہ و آلہ وسلم الی سائر ما علمہ اللہ واطلعہ علیہ من علم ما یکون وما کان
وعجائب قدرتہ وعظیم ملکوتہ قال اللہ تعالی علمک ما لم تکن تعلم وکان
فضل اللہ علیک عظیماً حارت العقول فی تقدیر فضلہ وخرست الالسن
دون وصفہ انتہی۔ ترجمہ کیا نہین سنا تونے جو حدیث ابن اخطب و ابن حذیفہ
مین ہی صحیح مین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی اوسکی جو ہونیوالا ہی قیامت
تک اور شفا مین ہی کہ جیسی آپ کی عقل تھی ویسی ہی معلومات تھی کہ اللہ تعالی
نے انکو علم دیا ما یکون وما کان کا اور اپنے عجائب قدرت کا اور عظیم ملکوت کا حیران
ہین عقلین اللہ کے فضل کی اندازہ کرنے مین بہ نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی اور زبانین گونگی ہین اوسکے بیان مین کہا اللہ تعالی نے علمک ما لم تکن تعلم
وکان فضل اللہ علیک عظیماً اس تقریر فقیر سے بشہادت آیات و احادیث
و اقوال ائمہ دین بنظر انصاف بخوبی ثابت ہوگیا کہ حضرت رسالت پناہی کو علم
غیب بواسطہ اعلام الہی حاصل ہی اور مخصوص ساتھ اللہ کے علم استقلالی ہی
اب باقی رہے یہان پر چند سوال جواب طلب اوسکا بھی لکھدینا ضرور ہی تا معاندین

کو جای کلام باقی نرہے **سوال پہلا** تمنے کہا کہ مطلق فیما بین ہر دو مشترک ہے اور تفسیر عزیزی میں لکھا ہے کہ مطلق خاص واسطے اللہ کے ہے چنانچہ فرمایا وآنچہ نسبت بہمہ مخلوقات غائب است غیب مطلق است مثل آمدن قیامت واحکام کونیہ الی قولہ وایں قسم غیب را غیب خاص او تعالیٰ شانہ نامند انتہی مختصراً تو تمہارا قول مخالف ہے تفسیر عزیزی کی اور صاحب تفسیر عزیزی بڑے عالم مفسر محدث تھے **جواب** اوّلاً یہ کہ تفسیر مذکور میں مطلق صفت غیب کی ہے اور ہمارے قول میں علم کی و بینہما بون بین اور ثانیاً یہ کہ تفسیر مذکور میں مطلق مقابلہ میں اضافی کے ہے چنانچہ عبارت مذکورہ سوال کے ذرا پہلے فرمایا وایں غیب مختلف میباشد پیش کور مادر زاد عالم الوان غیب است الی ان قال ولھذا ایں قسم را غیب اضافی گویند اور ہمارے قول میں مقابلہ مقیّد کے یعنے استقلالی اور غیر استقلالی وشتان بینہما اور ثالثاً فرض کیا کہ علم مطلق دونوں ایک ہیں مگر مدعا ثابت ہے اسواسطے کہ اوسی تفسیر عزیزی سے متائل بہ اشتراک مطلق کا پر ظاہر ہے کیونکہ اوسمیں لکھا ہے۔ مطلع نمیکند بر غیب خاص ہگر کسی را کہ پسند میکند وآنکس رسول باشد انتہی مختصراً۔ اس عبارت سے بقاعدہ استثنا ظاہر ہے کہ اپنے غیب خاص پر کہ مطلق ہے رسول کو مطلع کرتا ہے اور یہی معنی اشتراک کے ہیں **سوال دوسرا** تفسیر عزیزی سے معلوم ہوتا ہے کہ غیب دو طرح پر ہے اضافی اور مطلق اور خاصہ الٰہی علم غیب مطلق ہے نہ اضافی اور تمہارے

کلام سے مفہوم ہوتا ہے کہ علم استقلالی مطلقاً غیب مطلق کا ہو یا اضافی کا خاصہ
الٰہی ہے تو ما بین کلامین ظاہراً تنافی ہے جواب ہاں علم استقلالی مطلقاً خاصہ
الٰہی ہے اور ما بین کلامین تنافی نہیں ہے اس واسطے کہ تفسیر عزیزی میں جو علم غیب
مطلق کو خاص ساتھ اللہ کے کیا ہے سو اس اعتبار سے کہ سوا رسول کے بالذات
اور کسی کو اوسپر مطلع نہیں کیا بخلاف اضافی کے کہ اور مخلوق بھی اسمین شامل
ہے بعض کو بعض اشیا کا علم ہو یا بعض کو نہیں نہ یہ کہ غیب اضافی کا مطلقاً
استقلالی ہو یا غیر استقلالی غیر اللہ کو حاصل ہے دیکھو علم عالم الوان جسکو شامل
مین غیب اضافی کے تفسیر مذکور مین لکھا ہے بصیر کو بواسطہ بصارت حاصل
ہے اور یہ علم حاصل بالواسطۂ علم غیر استقلالی ہے کما مر تو پھر معلوم ہوا کہ علم
استقلالی مطلقاً سوا اللہ کے اور کسی کو بالاتفاق حاصل نہیں اور شواہد اسکے
پہلے گذر چکے فتذکر سوال تیسرا تمنے کہا کہ اطلاق مطلق کا دونوں پر
جائز ہے معنے اسکے یہ مین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی علم غیب ہے
اور پروردگار عالم کو بھی تو حضرت مانند اللہ کے عالم غیب ہوئے اور یہ شرک ہے
جواب اولاً نام یا صفت مین شریک ہونا شرعاً شرک نہیں ہے شرح عقاید
مین لکھا ہے الاشراک ہو اثبات الشریک فی الالوہیۃ بمعنی واجب الوجود
کالمجوس و بمعنی استحقاق العبادۃ کما لعبدۃ الاصنام انتہی اور رد نجدی
مین علماء مکہ معظمہ نے فرمایا ہے فمدار الشرک و رکنہ ہو اعتقاد تعدد

الالٰہ کما ان التوحید اعتقاد وحدۃ الالٰہ انتھی۔ یعنے مدار اور رکن شرک کا اعتقاد کرنا ہو الٰہ متعددہ کا مانند اعتقاد مجوس اور بت پرستون کے اور توحید اعتقاد کرنا ہو اللہ کی وحدانیت کا اور ثانیاً لفظ مانند اللہ کا سوال مین زیادہ ہو ہمارے کلام سے اتنا ہی ثابت ہوتا ہو کہ حضرتؐ کو علم غیب ہے یعنے غیر استقلالی باعلام الٰہی تو ساتھہ اس علم کے بدلائل مذکورہ عالم غیب ہوئے تو پھر آپ کا علم مانند اللہ کے کہان ہوا اور ثالثاً حضرت کا نام رؤف ورحیم اور غفور وعلیم ہے جیساکہ مدارج النبوۃ وغیرہ مین لکھا ہو اور یہ نام اللہ کے بھی ہین تو بحسب زعم سائل چاہیئے کہ یہ بھی شرک ہو حالانکہ آپ کا رؤف ورحیم ہونا قرآن سے ثابت ہو اگر کہو کہ آنحضرتؐ کی نسبت ان نامون کے اور معنے ہین اور اللہ کی نسبت اور معنے جیساکہ در مختار مین لکھا ہو وجاز التسمیۃ بعلی ورشید وغیرھما من الاسماء المشترکۃ ویراد فی حقنا غیر مایراد فی حق اللہ تو ہم بھی کہینگے علم غیب کے بھی حضرت کی نسبت اور معنے اور اللہ کی نسبت اور معنی رابعاً احادیث صحیحہ مین وارد ہوا کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہؓ کرام سے کبھی کسی بات کا استفسار کرتے اور اونکو نہ معلوم ہوتی تو کہتے اللہ ورسولہ اعلم یعنے اعلمیت مین اللہ اور رسول کو شریک کرتے تو بحسب زعم سائل بہت سے صحابۂؓ کرام مشرک بنجائینگے والعیاذ باللہ **فائدہ** وہابیہ کے نزدیک باوجود اقرار کلمۂ توحید کے بقصد تعظیم پیر پیغمبر کو یا اونکی قبر کو سجدہ کرنا یا بوسہ دینا یا ہاتھ باندھکر

کھڑے رہنا یا وہاں دور سے قصد کر کر جانا یا دور سے اونکو پکارنا وغیرہ جو
اس قسم کے افعال ہوں شرک ہیں اور فاعل اوسکا مشرک چنانچہ یہ تقویۃ الایمان
وغیرہ میں بتصریح موجود ہی اور اہلِ سنت کے نزدیک مشرک اوسی کو کہتے ہیں
جو تعدد خدا کا قایل ہو اور اوسکی وحدانیت کا منکر اور فاعل افعال اگرچہ محرمہ
ہوں شرعًا مشرک نہیں جیسا کہ شرح مقاصد میں لکھا ہو قد ظہر ان الکافر
اسم لمن لا ایمان لہ فان اظہر الایمان خص باسم المنافق وان اظہر الکفر
بعد الاسلام خص باسم المرتد لرجوعہ عن الاسلام وان قال بالہین او
اکثر خص باسم المشرك لاثباته الشريك في الالوهية وان كان متدينا
ببعض الاديان والكتب المنسوخة خص باسم الكتابي كاليهودي
والنصراني وان كان يقول بقدم الدهر واسناد الحوادث خص باسم الدهري
الخ یعنے کافر نام بے ایمان کا ہو پس اگر ایمان ظاہر کرے اور کفر چھپا دے تو
اوسکا نام منافق ہی اور اگر کفر ظاہر کرے بعد اسلام کے تو اوسکا نام مرتد ہے
اور اگر دو خدا یا زیادہ کا معتقد ہو تو اوسکا نام مشرک ہی اور اگر دین اور کتاب
منسوخ پر چلتا ہو تو اوسکا نام کتابی ہی جیسے یہودی اور نصرانی اور قدم زمانے
کا قائل اور حوادث کو اوسکی طرف منسوب کرتا ہی تو اوسکا نام دہری ہے الخ
سوال چوتھا تمنے کہا کہ اطلاق مطلق کا دونوں پر جائز ہی اور بعض علما
نے لکھا ہی کہ اطلاق علم غیب مطلق کا بغیر قید بعض کے غیر اللہ کے کفر ہے۔

جواب اوّلاً یہ کہ اطلاق مطلق کا آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر
بغیر قید بعض کے ایمۂ دین کی عبارات منقولہ مین پہلے گذر چکا اگر کفر ہوتا
تو وہ کیون اطلاق کرتے ثانیاً صحیح اور راجح یہ ہو کہ اطلاق مطلق کا غیر اللہ
پر جایز ہو جیساکہ ابن حجر سے جواب مین قولہ قال قاضی خان کے آیندہ
انشاء اللہ تعالیٰ نقل کیا جائیگا تو پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بدرجہ
اولیٰ اطلاق اوسکا جایز ہوگا اور قول مرجوح مقابل راجح کے مردود و بے
اعتبار ہو اور ثالثاً وضع مسئلے کی غیر نبی مین ہو جیساکہ معلوم ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ
تو پھر اطلاق علم غیب مطلق کا بغیر قید بعض کے اگر غیر نبی پر کفر بھی ہو تو بھی لازم
نہین آتا کہ اطلاق اوسکا نبی پر بھی کفر ہو۔ **سوال پانچوان** تسلیم کیا
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علم غیب باعلام الٰہی حاصل تھا مگر اونکو
عالم غیب کہنا تو کہین ثابت نہین نہ احادیث مین نہ آیات مین نہ اقوال سلف
مین **جواب** اوّلاً یہ کہنا ایسا ہی جیسا کوئی کہے کہ زید کو علم تو بیشک بہت
ہی مگر اوسکو عالم نہ کہنا چاہیے کیونکہ کسی سے اوسکو عالم کہتے نہین سنا و
بطلان ذلک غنی عن البیان ثانیاً حضرت کا اظہار علی الغیب بنص قرآن
سے ثابت ہو تو آپ کی صفت مظہر علی الغیب ہوئی باوجودیکہ آیات و احادیث
وغیرہ مین بعینہ اطلاق اوسکا آپ کی ذات پر پایا نہین جاتا تو چاہیے
کہ جایز نہو حالانکہ مخالف نص قرآن ہو اگر سائل کہے کہ اگر کہنا جایز ہی تو

کیون سلف نے نہ کہا و الّا منقول ہوتا تو ہم کہینگے ہر جایز کا وجو سلف
مین بلکہ فی زماننا بھی ضرور نہین بہت سے جائزات سلف مین ظہور مین
نہ آئے اور پھر ظہور پائے چنانچہ کتب فقہ وغیرہ کے مطالعہ سے یہ سب ظاہر
ہو اور عدم اطلاع بر نقل مستلزم عدم نقل نہین اور بر تقدیر تسلیم عدم نقل
مستلزم عدم قول نہین اور بر تقدیر تسلیم عدم قول مستلزم عدم جواز نہین
قال فی التلویح عدم القول لیس قولا بالعدم انتہی مختصراً تو پھر جس امر کے
جواز کی دلیل شرعی پائی جاوے وہ امر جایز ہو گو بعینہ سلف سے منقول نہو۔
سوال چھٹا اگرچہ عالم غیب کا اطلاق آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر
جایز ہو مگر احتیاطاً نہ کہنا چاہیئے تا عوام گمان نکرین کہ آپ بھی مانند اللہ کے
عالم الغیب ہین اور اسمین بعض کے اختلاف سے بھی رہائی ہو جواب
احتیاط کا مضایقہ نہین مگر اگر کسی نے کہا تو اوسکو کافر بھی نہ کہنا چاہیئے جیساکہ
مذہب مجیب ہے ساتھ اسکے ہمارا مقصود یہ نہین ہو کہ لوگ آپ کو ہمیشہ عالم الغیب
کہا کرین بلکہ مقصود یہ ہو کہ آپ کے واسطے علم غیب بوجہ مذکور ثابت ہو قطعاً و یقیناً
جو اس سے انکار کریگا وہ مکذب قرآن ہو اور مکذب قرآن کافر ہو۔ کما لا یخفی اور
علم غیب بطریق مذکور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صفات کمال سے
ہو اوسکے نفی کرنے مین آپ کی تحقیر شان ہو اور محقر شان آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم بھی کافر ہو جیساکہ شفا مین لکھا ہو مما ہو فی حقہ علیہ الصلوۃ

والسلام

والسلام نقیصۃ مثل ان یغض من رتبتہ او شرف نسبہ او وفور علمہ و ان ظھر بدلیل حالہ انہ لم یعمد ذمہ ولم یقصد سبہ فحکمہ القتل دون تلعثم ای توقف اذ لایعذر احد فی الکفر بالجہالۃ انتھی مختصرا حاصل اسکا یہ ہوکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رتبہ یا شرف نسب یا زیادت علم سے کم کرنا نقصان شان ہی اور منقص شان حضرت اگرچہ قصد مذمت اور سب کا نکرے تو بھی حکم اوسکا کفر وقتل ہی بے درنگ انتھی۔ اس سے زیادہ تفصیل اس مسئلہ کی جسکو دیکھنا منظور ہو وہ شفای قاضی عیاض مین دیکھلے شفاء کلّی حاصل ہو جاویگی فقط اس مختصر مین زیادہ کی گنجائش نہین **فائدہ** عقیدہ وہابیہ کا یہ ہوکہ معجزۂ غیب دانی واسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اگرچہ باعلام الہٰی ہو نہ بالذات کفر ہی اور عقیدہ اہل سنت کا یہ ہوکہ علم غیب بالذات خاص واسطے اللہ کے ہی غیر خدا کے واسطے اوسکا ثابت کرنا کفر ہی اور بتعلیم علّام الغیوب حضرت رسول محبوب کو علم ماکان وما یکون کا حاصل ہی کمامرّ۔ **سوال ساتوان** تمنے لکھا کہ علم غیب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جو مطلقاً انکار کرے وہ کافر ہی اور فقہا کے قول مین علم غیب کا انکار غیر اللہ سے مطلقاً پایا جاتا ہی **جواب** جہان کہین قول فقہا مین انکار علم غیب کا غیر اللہ سے مطلقاً پایا جاوے اوس سے مراد مقید ہی یعنے علم غیب بیواسطہ اعلام الہٰی **علامہ شامی** نے ردالمحتار حاشیہ درِّ مختار مین لکھا ہو واما ما وقع لبعض الخواص کالانبیاء والاولیاء

بالوحی والالہام فہو باعلام من اللہ تعالیٰ فلیس مما نحن فیہ الخ معنے اسکے یہ
ہین کہ علم غیب انبیا اور اولیا کا جو بطریق وحی والہام با علام اللہ حاصل ہو اسمین
ہمارا کلام نہین **سوال آٹھوان** قبول کیا کہ آپ کو علم غیب باعلام اللہ
تھا مگر حین حیات مین یہ کہان سے ثابت ہوا کہ بعد وفات کے بھی آپ کا علم
ویسا ہی باقی ہو تمھارے عبارات منقولہ سے تو یہ ثابت نہین ہوتا ہے۔
جواب اولاً حدیث صحیح مین آیا ہو علمی فی حیاتی کعلمی فی مماتی یعنے علم میرا
زندگی اور موت مین برابر ہو اس حدیث کو سیرت محمدیہ وغیرہ مین بالاسناد بیان
کیا ہو اور ثانیاً حیات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر شریف مین بوجوہ کثیرہ
ثابت ہو جسکے ذکر مین طول ہو ابن حجر اور محدث دہلوی اور قاضی عیاض وغیرہم
نے اپنی اپنی کتابون مین یہ تفصیل لکھا ہو جسکا جی چاہے دیکھلے تو پھر آپکی
موت وحیات برابر ہو جو صفات کمال آپ کے حین حیات مین تھین اب بھی
سب باقی ہین بلا تفاوت موت آپ کے فقط نقل کرنا ہو اس جہان سے طرف
اوس جہان کے مواہب اللدنیہ مین بیان انبیا مین لکھا ہو اما الادرکات کالعلم
والسماع فلا شک ان ذلک ثابت لھم بل لسائر الموتی الخ ترجمہ مشکوٰۃ
شریف مین لکھا ہو حیات انبیا متفق علیہ است ہیچکس را درو خلافی نیست
حیات جسمانی دنیاوی حقیقی نہ روحانی معنوی الخ جامع البرکات مین عام
مومنین کے حال مین لکھا ہو موت عدم محض نیست چنانچہ دہریان وطبعیان

مینگویند بلکہ انتقالی است از حالی بحالی وازواری بداری انتہی سوال
نوان تفسیر روح البیان وغیرہ کے عبارت منقولہ مین جو قید بعض غیب
کی مذکور ہو اس سے معلوم ہوتا ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علم
بعض اشیا کا جو غیرون سے غائب ہین دیا ہو نہ کل اشیا کا اور اسطرح کا علم
بعض اشیا کا جو بہ نسبت ایک یا دو شخص کے مثلاً غائب ہین ہر شخص کو
افراد انسان سے حاصل ہو تو پھر خصوصیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی باقی نرہی جواب اوّلاً یہ ہو کہ اورون کا علم غیب اضافی کا ہو اور وہ
خواص الٰہی سے نہین ہو اور حضرت کا علم غیب مطلق مین سے ہو جو خصائص
ذات باری سے ہو چنانچہ آیہ فلا یظہر اور سوال اوّل کے تحت مین تفسیر
عزیزی مین سے نقل کیا گیا اور ثانیاً حضرت کا علم غیب بہ نسبت اللہ کے بعض
ہو والا فی نفسہ ایک بحر عمیق ناپیدا کنار ہو جیسا کہ شفا سے منقول ہوا صاحب
قصیدہ بردہ فرماتے ہین ومن علومک علم اللوح والقلم یعنے آپ کے
بعض علوم سے علم لوح وقلم ہو اور لوح محفوظ مین جو کچھ قیامت تک ہونیوالا ہو
سب لکھا گیا ہو چنانچہ شارح قصیدہ علامہ شیخ بیجوری لکھتے ہین لان
القلم انما کتب فی اللوح ما ھو کاین الی یوم القیامۃ اور جب تمام لوح محفوظ
کا علم آپ کا بعض علم ہوا تو پھر کل علم کا خیال کرنا چاہئے کہ کتنا ہوگا فصل
الخطاب مین مولانا جامی قدس سرہ السامی سے تحت مین حدیث

فعلمت علم الاولین والآخرین کے نقل کیا ہو فان مایعلمہ الاولون والآخرون
امرخاص بالنسبۃ الی معلومات الحق سبحانہ اھ یعنے علم اولین وآخرین بہ نسبت
معلومات الہی کے ایک امرجزئی خاص ہو نہ فی نفسہ تو پھر خصوصیت آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی کماینبغی باقی رہی **قولہ** اور ہر مقام مین حاضر وناظر الخ **اقول** بعون
اللہ وعنایتہ باستقلال البتہ خاص صفت اللہ کی ہو والا باعلام اللہ واقدارہ
بعض خواص بارگاہِ الہ کو یہ نظر واطلاع خصوصًا عالم برزخ مین حاصل ہو
حدیث کانما انظر الیٰ کفی ھذہ پہلے ہم پیش نظر کر چکے ہین اور **ملا علی قاری**
علیہ رحمۃ الباری نے **مرقاۃ** مین لکھا ہو قال القاضی فی ذلک ان النفوس الزکیۃ
القدسیۃ اذا تجردت من العلایق البدنیۃ عرجت واتصلت بالملاء الاعلی
ولم یبق لھا حجاب فتری الکل کالمشاھد بنفسھا او باخبار الملک وفیہ سر
یطلع علیہ من تیسر لہ انتھی اور **تفسیر عزیزی** مین لکھا ہو روح راقرب
وبعد مکانی مانع این دریافت نمیشود ومثال آن دروجود انسان روح بصریست
کہ ستارہای ہفت آسمان را درون چاہ میتوان دید انتہی اور **علمای مکہ**
معظمہ نے رد نجدی مین لکھا ہو ھذہ الایات فی حق الاصنام فجعلھا
نصا فی حق من یعرض علیہ اعمال امتہ کل یوم غدوۃ وعشیۃ فیعرفھم
بسیماھم واعمالھم ویستغفرلھم ویرد سلام کل من سلم علیہ ولو کانوا فی کل
لمحۃ اکثر من الف الف ویبلغہ صلوۃ المصلین حیث کانوا فی مشارق الارض

ونغاربہا کفرصریح والحاد قبیح انتہی اور تفسیر عزیزی لکھا ہو کہ ہر نبی را
براعمال امتیان خود مطلع میسازند کہ فلانی امروز چنین میکند و فلانی چنان
تا روز قیامت اداء شہادت تواند کرد انتہی اور مولانا جامی قدس سرہ
السامی نے نفحات الانس مین علاؤالدولہ سمنانی سے نقل کیا ہے۔
ارواح راحجاب نیست وہمہ جہان اور ایکیست اھ اور علمای مکہ معظمہ
نے دوسری جائے پر رد نجدی مین لکھا ہو اسمع ایہا الجاہل ان اعتقاد
اطلاع احد فی البرزخ علی تمام العالم الترابی ایضا لیس غیبا مطلقا وخاصا
بہ سبحانہ بل ہو غیب اضافی الم تسمع قولہ صلی اللہ علیہ وسلم صلوا علی
فان صلوتکم تبلغنی حیث کنتم انظر الی ماقال العلماء فی شرحہ الخ اور ابن
حجر نے جوہر منظم مین لکھا ہو حیاتی خیر لکم فاذا مت کانت وفاتی خیر الکم
تعرض علی اعمالکم فان رایت خیرا حمدت اللہ وان رایت غیر ذلک استغفرت
اللہ لکم انتہی فصل الخطاب مین علامہ قیصری سے نقل کیاہی
وبکاؤہ علیہ السلام وضجرہ وضیق صدرہ لاینافی ماذکر فانہ بعض
مقتضیات ذاتہ وصفاتہ ولایعزب عن علمہ مثقال ذرۃ فی الارض ولا
فی السماء من حیث مرتبتہ وان کان یقول انتم اعلم بامور دنیاکم
من حیث بشریتہ انتہی خلاصہ ان عبارات کا یہ ہو کہ نفوس قدسیہ جب
مجرد ہوتے ہین علایق بدنیہ سے چڑھ جاتے ہین اور ملجاتے ہین ملاء اعلیٰ

سے اور نہین باقی رہتا ہو واسطے اونکے کوئی پردہ پس دیکھتے ہین تمام عالم
کو مانند مشاہدہ کے بذات خود یا فرشتے کے خبر دینے سے اور اوسمین کچھ بعید ہو
مطلع ہوتا ہو اوسپر جسکو آسان ہو اور روح کو دوری اور نزدیکی مکان کی مانع
اس دریافت کی نہین ہوتی جیسے انسان سات آسمان کے ستارے کوئے
مین دیکھ لیتا ہو اور تمام جہان اوسکو برابر ہو کوئی چیز پردہ نہین عرض کیے
جاتے ہین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اونکی تمام امت کے اعمال روز صبح اور
شام پس پہچانتے ہین آپ اونکو اونکی صورتون اور عملون سے اور استغفار
فرماتے ہین امت کے واسطے اور جواب دیتے ہین سب سلام کرنے والونکی
سلام کا اگرچہ ہون ہر لمحہ مین زائد لاکھون سے اور پہونچتے ہین اونکو درود
درود بھیجنے والون کے جہان سے بھیجین مشرق سے یا مغرب سے اور اعتقاد
کسی کے مطلع ہونے کا برزخ مین تمام عالم پھر بھی غیب مطلق جو خاص واسطے
خدا کے ہی نہین ہو بلکہ غیب اضافی ہو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے باعتبار
رتبہ کے ایک ذرہ بھر کچھ چھپا نہین ہو گو باعتبار بشریت کے فرمایا ہو تم اپنے
دنیا کے کام خوب جانتے ہو۔ **سوال** حال نظر و اطلاع کا معلوم ہوا کہ باعلام
اللہ و اقدارہ غیر اللہ کو بھی ثابت ہو مگر حال حضور نہ معلوم ہوا کہ یہ بھی غیر اللہ کو
باقدار اللہ ثابت ہو یا نہین **جواب** اگر مراد حضور سے حضور جسمی ہو تو ظاہر ہو
کہ یہ اللہ کے ساتھ خاص نہین بلکہ محال ہو اور اگر مراد حضور علمی ہو تو مرادف

اطلاع

اطلاع ہو اطلاع کا ثبوت عین ثبوت حضور ہو ساتھ اسکے معتقد متقدمین
مولانا مولوی فضل رسول صاحب قدس سرہ نے ملا علی قاری
سے نقل کیا ہو کہ روح آنحضرتؐ کی ہر مسلمان کے مکان مین حاضر ہو قال فیہ قال
ابن دینار فی قولہ تعالیٰ فاذا دخلتم بیوتا فسلموا علی انفسکم وان لم یکن فی البیت
احد فقل السلام علی النبي ورحمۃ اللہ وبرکاتہ قال القاري لان روحہ علیہ السلام
حاضر فی بیوت اھل الاسلام اھ ترجمہ کہا ابن دینار نے بیچ تفسیر قول اللہ تعالیٰ
کے فاذا دخلتم بیوتا فسلموا علی انفسکم اور اگر نہو کوئی گھر مین تو کہہ السلام علی النبی
ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہا ملا علی قاری نے اسواسطے کہ روح نبی علیہ السلام کی
حاضر ہو گھرون مین مسلمانون کے اور علامہ جلال الدین سیوطی
نے رسالہ انتباہ الاذکیا فی حیات الانبیا مطبوعہ مطبع جمالی کے صفحہ
پر لکھا ہو جسکا ترجمہ یہ ہو کہ امت کے اعمال کو دیکھنا اور امت کے گناہ کیلئے
استغفار کرنا اور اونکے بلیات دور ہونیکی دعا اللہ تعالیٰ سے مانگنا اور برکت
کے ساتھ اقطار زمین پر آمد رفت کرنا اور اگر کوئی نیک بندہ امتی مرجاوے
اوسکے نماز جنازہ مین تشریف لانا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض اشغال
شریفہ مین سے ہو عالم برزخ مین چنانچہ اسمین حدیثین اور آثار آئے ہین انتہی
تو اگر آپ محفل میلاد شریف مین تشریف لاوین تو کیا تعجب ہے۔ **قولہ**
وعندہ مفاتح الغیب لا یعلمہا الا ھو الخ **اقول** وھو الملہم للصواب

جواب اسکا اور اوسکے امثال کا نووی وغیرہ سے پہلے گذر چکا یعنے مراد اس
آیت سے یہ ہی کہ باستقلال علم غیب سوا اللہ کے اور کسی کو نہیں تو پھر
باعلام الٰہی اگر کسی کو علم غیب حاصل ہو تو اوسکی یہ آیت منافی نہیں اسیطرح
آیت لوکنت اعلم الغیب اور لا اعلم الغیب جنکو مجیب نے اپنے استدلال مین
ذکر کیا ہی اور سوائے اسکے اور آیتین اور حدیثین جو غیر اللہ سے نفی علم غیب
کی کرتے ہین منافی نہین کیونکہ اونسے بھی نفی علم غیب استقلالی کی مراد ہے
شرح مواہب مین لکھا ہی ولا ینافی الآیات الدالۃ علی انہ لا یعلم الغیب
الا اللہ ولو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر لان المنفی علمہ من
غیر واسطۃ کما افادہ المتن اما اطلاعہ علیہ باعلام اللہ فمتحقق بقولہ
الا من ارتضی من رسول الخ اور مطابق اسکے علامہ خفاجی سے پہلے نقل
ہو چکا اور رد نجدی مین علماء مکہ معظمہ نے علامہ ماوردی علیہ الرحمہ
سے بعد نقل جواب امثال ان آیات کے نقل کیا ہی وانما اطلنا بما ذکرنا لان
شرذمۃ من کفرۃ الخوارج مع ادعاء الایمان یقعون فیہ صلی اللہ علیہ
واٰلہ وسلم ویجوزون بما لا یمکن من المومنین باللہ ورسولہ ویحقرون
شانہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم فما للانبیاء والاولیاء وھذہ الآیۃ الکریمۃ
من اقوی الآلات فسادھم بسبب افسادھم فی حملھا علی غیر محملھا واتباعھم
کفر قعہدہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم فی ذلک وسرورھم کسرورھم وانکارھم

الآیات المتکاثرۃ والاحادیث المتواترۃ اعاذنا اللہ من شرور ہم الخ حاصل اسکا یہ ہو ہمنے جو طول کیا ہو سو اسلیئے کہ ایک گروہ خارجیون کافرون کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بے ادبی کرتا ہو کہ مسلمان کا کام نہین اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تحقیر کی پھر اور انبیا اور اولیا کا کیا ذکر ہو اور اس کے معنے اگلے کافرون کی طرح بے محل کہکر خوش ہوتے ہین اور بیشمار آیتین حدیثین صاف صریح کو نہین مانتے اللہ اونکے شر سے پناہ مین رکھے انتہی اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص آیات مذکورہ کے ظاہر معنے سمجھکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے علم غیب کی مطلقاً نفی کرتا ہو وہ آپ کی تحقیر کرتا ہو اور وہ خارجیون کافرون کے گروہ مین معدود ہو **قولہ** ان آیات سے ثابت ہو گیا الخ **اقول** ہان ثابت ہو گیا کہ استقلالاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علم غیب نہ تھا نہ یہ کہ مطلقاً آپ کو علم غیب نہ تھا کما مر فیما مر۔ **قولہ** جب حین حیات مین امر **اقول** حین حیات کے علم غیب کا حال تو بخوبی معلوم ہو چکا جسکا انکار مکابرہ ہو تو پھر بعد وفات کے بھی آپ کو علم غیب حاصل ہو کیونکہ آپ کی حیات و موت دونون یکسان ہین جیسا کہ گذرا بلکہ حیات دینوی سے آپ کی حیات اخروی اشرف و اکمل ہو چنانچہ علامہ علاؤالدین قونوی سے مدارج النبوۃ مین نقل کیا ہو

ما اعتقاد داریم بحیات ایشان نزد پروردگار جل جلالہ بحیاتیکہ اشرف و اکمل است ازین حیات متعارف اھ اور خاص عالم برزخ مین ثبوت علم غیب آنحضرت صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم کے دلائل بھی گذر چکے حضرت مجیب کو اسمین تامّل کرنا چاہیے تا نشفی کلّی حاصل ہوجاوے اور اپنی اس دلیری اور جرأت سے جو جناب نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین کررہے ہین باز آوین اور قول حضرت مجیب پھر بعد وفات شریف کے کیونکر ہوگا از بس عجیب ہی جس سے یہ مفہوم ہوتا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حال علم وادراک مین بعد وفات کے ناقص ہی حین حیات سے اور جو علم کہ حین حیات مین آپ کو حاصل نہ تھا وہ بعد وفات کے حاصل نہین ہوسکتا حالانکہ عامہ مومنین بلکہ عامہ کافرین کو باتفاق مسلمین بعد وفات کے علوم غیر حاصلہ حاصل ہوتے ہین مولانا عبد العلی بحر العلوم کے حاشیہ مین مرقوم ہی اما حصول العلوم الجدیدۃ فی النشاۃ الآخرۃ فلم ینکرہ احد من المسلمین والمشائین کیف لا والکفرۃ طالو یعلموا الرسالۃ والجنۃ وبطلان عبادۃ الاصنام وفی النشاءۃ الآخرۃ یعلمون ذالک عیانا ثم اہل الجنۃ یتلذون واہل الجحیم یتالمون وہذا مما لم ینکرہ احد من المسلمین ولا یلیق بہم انکارہ لکونہ منصوصا بنصوص قطعیۃ اھ اور اوس حاشیہ مین ابن عربی سے نقل کیا ہی والعلم لا یتقید بوقت ولا مکان ولا بنشاۃ ولا بحالۃ ولا بمقام الخ خلاصہ اسکا یہ ہی کہ جو علم دنیا مین نہ حاصل ہوا وسکے حاصل ہونے کا آخرت مین مسلمانون اور حکماء مشائین سے کوئی منکر نہین اور یہ کیسطرح نہو گا حالانکہ تمام کافر رسالت اور

جنت

جنت اور بطلان پرستش بتون کونہین جانتے ہین اور آخرت مین بالمشاہدہ جان لینگے پھر جنتی لذت پائینگے اور دوزخی درد والم اور اسکا کوئی مسلمان منکر نہین اور اونکو اسکا انکار کرنا لائق بھی نہین کیونکہ ثابت ہی ساتھ آیات و احادیث قطعیہ کے اھ اور جلال الدین سیوطی نے شرح الصدور مین لکھا ہی قال حکیم الترمذی الارواح تجول فی البرزخ فتبصر احوال الدنیا الخ یعنے روحین سیر کرتی ہین عالم برزخ مین اور دیکھتی ہین احوال دنیا کا اور معلوم ہی کہ عام روحون کو یہ سیر و رویت حال حیات مین حاصل نہ تھی پھر جب عامہ مومنین بلکہ کافرین کو بعد وفات کے بعض امور غیبیہ کا انکشاف ثابت ہوا اور آنحضرت سرور عالم اکمل افراد بنی آدم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جو علم ماکان و مایکون کا دنیا مین دیگئی اور حیات اور موت اونکی برابر ہی مطلقاً علم غیب بعد وفات کے حاصل ہونا ممکن نہو یہ بڑی تعجب کی بات ہی اور غایت سفاہت اور نہایت سخافت بلکہ کمال بے ادبی اور جرأت بشان حضرت رسالت علیہ الصلوٰۃ والتحیۃ اعاذنا اللہ من ذلک وسائر المسلمین و رزقنا کمال الادب بحضرۃ نبیہ الذی امام الانبیاء والمرسلین **قولہ** اسکے لئے بہت دلائل قطعیہ عقلیہ اور نقلیہ الخ **اقول** اگر یہ اشارہ ہی طرف اسبات کے کہ بعد وفات شریف کے علم غیب کیونکر حاصل ہوگا تو سراسر غلط خلاف واقع کے ہی کیونکہ ابھی ہم ذکر کرچکے کہ باتفاق اہل عقل و نقل حصول علوم جدیدہ و انکشاف بعض امور غیبیہ

بنصوص قطعیہ واسطہ عائمہ مومنین بلکہ کافرین کی ثابت ہو پھر بہت دلائل عقلیہ اور نقلیہ اسکے لئے کہان سے آئے اور اگر اشارہ اسطرف ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حین حیات مین علم غیب نہ تھا تو اگر مراد یہ ہو کہ باستقلال نہ تھا تو مسلم ہو مگر مضر مقصود نہین اور اگر مراد یہ ہو کہ مطلقاً بالاستقلال وبلا استقلال کسی بات کا علم غیب حاصل نہ تھا تو اسکا حال تفصیلا بیان ہو چکا کہ باتفاق اہل حق آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حین حیات مین علم ماکان ومایکون کا حاصل تھا پھر بہت سے دلائل عقلیہ اور نقلیہ شاہد حضرت مجیب اپنے جیب مین رکھتے ہونگے یا بتقلید دشمنان دین مانند ملاحدہ وفلاسفہ منکرین اخبار غیب رسول امین کے شبہات بیہودہ اور دلائل مردودہ کو نافہمیدہ دلائل صحیحہ گمان کرتے ہونگے **علامہ تورپشتی معتمد فی المعتقد** مین فرماتے ہین بدعوی تناقض وعلت تہمت اخبار غیب راکہ صاحب خبر عالم غیب صلوٰۃ اللہ وسلامہ رسانیدہ است رد بکنند کہ ملاحدہ کہ دشمنان دین اند وفلاسفہ کہ منکران اخبار غیب اند درچنین موضع فرصت طلب اند انتہی **قولہ** کہ جس وقت ام المومنین حضرت عائشہ رض الخ **اقول اولاً** باوجودیکہ عوام مین جن پر اسرار حکمت الٰہیہ سمجھنا متعسر ہین ذکر اور اظہار ایسے روایات کا جسمین کسیطرح کا نقص ظاہرا عائد بذات حضرت ہو بلا ضرورت داعیہ خالی اسارت ادب سے نہین روایت مذکورہ مفید مدعا مجیب بھی نہین کیونکہ روایت مذکورہ

دلالت کرتی ہی نفی علم ایک امر جزئی خاص پر اور مدعا مجیب نفی علم عام کلی ہو اور انتفار خاص مستلزم انتفار عام نہیں تو پھر حاصل اسکا گناہ بے لذت نصیب حضرت مجیب اور ثانیاً یہ حال آپ کا ابتدا امر میں تھا اور آخر میں تو اللہ نے آپ کو علم اولین و آخرین عنایت کیا اور ماکان ومایکون پر مطلع فرمایا چنانچہ نجدی نے جب لکھا کہ اس زمانہ کے مشرک عاقل کہتے ہین انه کان فی اول الامر ثم القی اللّٰه علیه علم الاولین والآخرین وجعله مطلعا علی مایکون الی یوم القیمة یعنے نجاننا بعض امور کا یہ آپ کا ابتدا حال تھا اور پھر القا کیا اللہ نے اوپر علم اولین و آخرین کا اور مطلع کر دیا اوسپر جو ہونیوالا ہو قیام قیامت تک اور اوسکے بعد لکھا کہ یہ سب لغو اور بدعت ہو تو علمار مکہ معظمہ نے اوسکے رد مین لکھا ماقال النجدی فی المعنی المراد ونقله فهو حق وهدایة من السلف والسواد الاعظم الخ اور یہ عبارت بتمامہ امر اول کے بیان مین مع ترجمہ گذر چکی وہان دیکھ لینا چاہئیے اور بعد اوسکے علمار مکہ معظمہ نے لکھا قال الخفاجي واما ورد انه صلی اللّٰه علیه وآله وسلم علم علم الاولین والآخر فلعله کان آخر احواله بعد انقطاع عرض جبریل الخ اسکے معنے یہ ہین کہا خفاجی نے کہ وہ جو وارد ہوا ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علم اولین و آخرین دیا گیا سو شائد پچھلا حال تھا بعد عرض کر چکنے جبریل علیہ السلام کے **قولہ** پس اگر آپ کو علم غیب ہوتا تو خاطر مبارک مین اھ **اقول** یہ عجب روباہ بازی اور

ابلہ فریبی ہو ایک وقت خاص مین ایک امر خاص کا علم نہونے سے یہ کہان سے
لازم آیا کہ آپ کو کسی وقت کسی امر کا علم غیب اگرچہ باعلام اللہ ہو حاصل نہوا
حالانکہ نصوص قطعیہ آپکے غیب دانی پر دال مین کما مرّ ذکرھا **قولہ**
اور فقہ کی کتابون مین ہو قال القاضی خان امرا **اقول** یہ روایت ضعیف ہو
در مختار مین اسکو قیل بکفر کے ساتھ لکھا ہو **رد المحتار** اور **طحطاوی** مین
اسکے ماتحت لکھا ہو قال فی التتارخانیۃ وفی الحجۃ ذکر فی الملتقط انہ لا یکفر
لان الاشیاء تعرض علی روح نبی صلی اللہ علیہ آلہ وسلم وان الرسل یعرفون
بعض الغیب قال اللہ تعالی عالم الغیب ولا یظہر علی غیبہ احدا الا من
ارتضی من رسول انتہی اور **ابن حجر ہیتمی** نے **کتاب الاعلام بقواطع**
الاسلام مین لکھا ہو قیل لہ تعلم الغیب فقال نعم فہو کفر زاد فی الروضۃ
قلت الصواب انہ لا یکفر انتہی واعترض تصویبہ لتضمن قولہ نعم تکذیب
النص وھو قولہ تعالی وعندہ مفاتح الغیب الخ وقولہ عز وجل عالم الغیب
فلا یظہر الخ ویجاب بان قولہ ذلک لا ینافی النص ولا یتضمن تکذیبہ
لصدقہ بکونہ یعلم الغیب فی قضیۃ وھذا لیس خاصًا بالرسل بل یمکن
وجودہ لغیرھم من الصدیقین علی انہ فی الآیۃ الثانیۃ قولا ان الاستثناء
منقطع فیکون الرسل کغیرھم وعلی کل فالخواص یجوز ان یعلموا الغیب
فی قضیۃ او قضایا کما وقع لکثیر منہم واشتہر فمن ادعی علم الغیب فی قضیۃ

او قضایا لا یکفر فان اطلق ولم یرد شیئا فالاوجہ ما اقتضاہ کلام النووی
من عدم الکفر انتہی مختصرا خلاصہ اسکا یہ ہی کہ بشہادت اللہ اور رسول نکاح کرنے
سے آدمی کافر نہین ہوتا اسواسطے کہ اشیائی روح آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم پر عرض کیجاتی ہین اور رسول بعض غیب جانتے ہین واسطے فرمانے اللہ تعالیٰ
کے عالم الغیب فلا یظہر علی غیبہ اھ کہا کسی کو کسی نے تو غیب جانتا
ہی اوسنے کہا ہان تو یہ کفر ہی اور کتاب روضہ مین کہا صواب یہ ہی کہ کافر نہین
ہوتا ہی پھر اسپر کسی نے اعتراض کیا کہ کیون کافر نہین ہوتا ہی اوسکے ہان کہنے
سے تکذیب نص قرآن لازم آتی ہی اوسکا جواب دیا گیا کہ تکذیب نص نہین لازم
آتی ہی اسواسطے کہ اوسکو بعض قضایا کا علم غیب ہو اور یہ امر خاص واسطے پیغمبرون
کے نہین ہی بلکہ غیرون کے واسطے بھی ممکن ہی تو جو شخص دعوی علم غیب ایک
قضیہ یا چند قضیہ کا کرے وہ کافر نہین ہی اور جو شخص مطلق علم غیب کا دعوی
کرے اور کسی شئی کا ارادہ نکرے تو بھی اوجہ یہ ہی کہ کافر نہین انتہی اس سے معلوم
ہوا کہ مدعی مطلق علم غیب کا کافر نہین ہی اگرچہ غیر رسول ہو تو پھر معتقد علم غیب
رسول کا جو بہ نص قطعی ثابت اور احادیث صحیحہ مین وارد ہی کما مر ذکرھا کیونکر
کافر ہوگا اور جب عدم تکفیر راجح ہوئی تو روایت تکفیر منقولہ مجیب مرجوح ہوئی
والفتوی علی القول المرجوح خرق للاجماع الخ علاوہ برین بعض علماء نے
وجہ کفر کی روایت تکفیر مذکورہ مین یہ بھی لکھی ہی کہ اوسنے نکاح بلا شہود جنس کو

حلال جاننا اور یہ شرع مین حرام ہو اور حرام کو حلال جاننا کفر ہو جیسا کہ **طحطاوی** مین لکھا ہو لعل وجھہ انہ حلل ما حرم اللہ تعالی لان اللہ تعالی لم یحل النکاح الا بشھود من الجنس فاذا اعتقد الحل بغیر ذلک فقد خالف انتھی اور اس تقدیر پر مدعاء مجیب سے اس روایت کو کچھ مس نہین ساتھہ اسکے علما نے فرمایا ہو جس مسئلہ مین ایک کم سو وجہین کفر کی ہون اور ایک اسلام کی تو فتوی اسلام پر دینا چاہیے نہ کفر پر **ملا علی قاری** علیہ رحمۃ الباری نے **شرح فقہ اکبر** مین لکھا ہو وقد ذکروا ان المسئلۃ المتعلقۃ بالکفر اذا کان لھا تسع وتسعون احتمالا للکفر واحتمال واحد فی نفیہ فالاولی للمفتی والقاضی ان یعمل بالاحتمال النافی لان الخطاء فی ابقاء الف کافر اھون من الخطاء فی افناء مسلم واحد انتھی اور **اشباہ ونظائر** مین لکھا ہو الکفر شیء عظیم فلا اجعل المومن کافرا متی وجدت روایۃ انہ لایکفر انتھی بلکہ اگر غیر مذہب کی روایت عدم تکفیر کی ملے اور اپنے مذہب مین تکفیر کی تو بھی فتوی عدم تکفیر پر دینا چاہیے **حموی** مین لکھا ہو قولہ متی وجدت روایۃ انہ لا یکفر یعنی ولو کانت تلک الروایۃ لغیر اھل مذھبنا ویدل علی ذلک اشتراط کون ما یوجب الکفر مجمعا علیہ انتھی بلکہ روایت ضعیفہ بھی اگر عدم تکفیر کی ہو تو اوسی پر عمل کرنا چاہیے **طحطاوی** نے کتاب الطہارت مین لکھا ہو بل قالوا لو وجد سبعون روایۃ متفقۃ علی تکفیر المومن وروایۃ ولو ضعیفۃ

بعدمہ یاخذ المفتی والقاضی بھا دون غیرھا الخ اور درمختار مین لکھاہی لا یفتی بکفر مسلم امکن حمل کلامہ علی محمل حسن او کان فی کفرہ خلاف ولو کان ذلک روایۃ ضعیفۃ کما حررہ فی البحر وعزاہ فی الاشباہ الی الصغریٰ الخ تو پھر صورت مذکورہ مین باوجود رجحان عدم تکفیر کے تکفیر مومن اختیار کرنا بعید از فقاہت بلکہ کمال جہالت ہے اور روایت منقولہ مجیب کے آخر مین جو لکھاہی وھو ما کان یعلم الغیب الخ اسکا جواب باصواب پہلے گذر چکا یہان پر اعادہ کرنیکی کچھ ضرورت نہین اور کتب فقہیہ خصوصاً فتاویٰ مین مختلف روایتین ضعیف وقوی رہتی ہین بلا فحص وتحقیق ہر روایت کو ضعیف ہو یا قوی راجح ہو یا مرجوح نقل کرکر پیش کردینا بڑی نادانی ہی خصوصاً الفاظ کفریہ جنکی حقمین فقہای محققین نے فرمایا ہی کہ الفاظ کفر جو فتاووٰن مین واقع ہین انکے ساتھ فتوی دینا جایز نہین حموی مین مولانا سید احمد حنفی نے لکھاہی فعلی ھذا فاکثر الفاظ التکفیر المذکورۃ فی کتب الفتاویٰ لا یفتی بھا قال المحقق ابن الھمام وقد الزمت نفسی ان لا افتی بشئ منھا انتھی اور درمختار مین لکھا ہے والفاظہ تعرف فی الفتاوی بل افردت بالتالیف مع انہ لا یفتی بالکفر بشئ منھا الا فیما اتفق المشایخ علیہ کما سیجی قال فی البحر وقد الزمت نفسی ان لا افتی بشئ منھا انتھی

قولہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے ملحقات شرح فقہ اکبر مین لکھاہی ثم اعلم ان الانبیاء الخ **اقول** اس قول سے تو واسطے انبیاء کے

علم غیب باعلام اللہ اگرچہ بعض اوقات مین ہو ثابت ہی اور حضرت مجیب واسطے
غیر کے نبی ہو یا ولی مطلقا علم غیب نہین ثابت کرتے ہین تو پھر اس نقل سے
اونکو کچھہ فائدہ نہین بلکہ منافی مقصود و موئد مدعا خصم اور قید احیانا کی
واللہ اعلم باعتبار حین حیات کے ہی والا بعد وفات کے تو انھین ملا علی قاری
سے پہلے نقل کیا گیا کہ ارواح قدسیہ اور نفوس زکیہ مجردہ عالم برزخ مین تمام عالم
کو بالمشاہدہ دیکھتے ہین اور تفسیر عزیزی سے منقول ہوا کہ ہر نبی اپنی امت کے
اعمال پر مطلع ہی **قولہ** وذکر الخفیۃ تصریحًا الخ **اقول** اسکا جواب
پہلے تفصیلا گذر چکا پھر دوبارہ لکھنے کی کچھ ضرورت نہین **قولہ** اور یہ بھی
لکھا ہی وبالجملۃ فالعلم بالغیب الخ **اقول** یہ قول بھی حضرت مجیب کو مفید نہین
کیونکہ اس سے بھی واسطے غیر کے باعلام اللہ والہامہ غیب صراحۃً ثابت ہوتا ہی
اور حضرت مجیب مطلقًا منکر ہین کما مر سابقا مگر اسطرح کے بیفائدہ نقلون سے
اتنا فائدہ ہوا کہ فقیر محرر سطور بلکہ ہر ناظر نزدیک و دور پر حضور کی تیز فہمی اور تبحر
علمی کا حال منکشف ہو گیا **قولہ** لیکن اس سے آپکا محفل میلاد مین الخ **اقول**
ہان اس سے جیسے رونق افزا ہونا نہین ثابت ہوتا ویسے ہی نہ رونق افزا ہونا
بھی ثابت نہین ہوتا مگر اس بات کو جواب سائل سے کچھہ تعلق نہین مقصود سائل
کا یہ ہی کہ تم منکر ہو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطلاع کے احوال امت پر مطلقًا
اور احادیث صحیحہ سے فی الجملہ آپ کا مطلع ہونا ثابت ہے چاہیے تھا حضرت مجیب کو

کہ اسکا کچھ جواب دیتے تسلیم یا عدم تسلیم سو تو نہو سکا اور دوسری طرف بموقع گریز گیا
بقول شخصے سوال از آسمان جواب از ریسمان **قولہ** اگر کسی بزرگ نے مشاہدہ یا
مراقبہ اھ **اقول** اگر مشاہدہ اور دیدار حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا غیر محفل میلاد
مین مراد ہو تو یہ بحث خارج از مطلب ہے کیونکہ کلام حضور کے حاضر ہونے مین ہو
محفل میلاد مین اور اگر محفل میلاد مین مراد ہو تو پھر جس امر کے انکار پر حضرت مجیب کو
اصرار تھا اوسکا اب اقرار ثابت ہو گیا یعنے حضرت محفل میلاد مین بعض وقت تشریف
لاتے ہین اور لا سکتے ہین **قولہ** کرامتون مین شمار ہوگا **اقول** کرامتو نمین
شمار ہو یا نہو اصل مدعا ہمارا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تشریف لانا ہی محفل
میلاد مین ثابت ہوا جسطرح چاہو اوسطرح سمجھو یہ سب جانتے ہین کہ دیدار سے
حضرت کے وہی مشرف ہوگا جسکو لیاقت دیدار کی ہوگی مگر آپ کے آنیکا ثبوت موقوف
سب کے دیدار سے مشرف ہونے پر نہین ہی بعض اگر مشرف بدیدار ہوئے تو بھی تشریف
لانا ثابت ہوا اور ثبوت قطعی کی یہان کچھ ضرورت نہین ثبوت ظنی کافی ہی شہادت
شاہدین واسطے رویت ہلال کے خصوصا عند الغیم شرعا حجت ہے تو پھر شہادت
بعض اہل اللہ کے شائقہ شہود و مشاہدہ بدرجہ نبوت کی کیون حجت نہوگی **قولہ**
کچھ بیت اللہ اپنے مقام سے آہ **اقول** اولا بیت اللہ کا اپنے مقام سے نہ
اوٹھ آنا بر مذہب اہل سنت مسلم نہین ہی قال العلامۃ الشامی نقلا عن شرح
العقائد قال التفتازانی والانصاف ماذکرہ الامام النسفی حین سئل عما

یحکی ان الکعبۃ کانت تزور احدا من الاولیاء ھل تجوز القول بہ فقال نقض العادۃ علی سبیل الکرامۃ لاھل الولایۃ جایز عند اھل السنۃ انتھی خلاصہ اسکا یہ ہی کہ امام نسفی سے کسینے پوچھا کہ کہتے ہین بیت اللہ شریف کسی ولی کی زیارت کیواسطے آیا کرتا تھا سو یہ بات جایز ہی یا نہین تو جواب دیا کہ یہ بطریق کرامت واسطے اولیاء کے نزدیک اہلسنت کے جایز ہی اور علامہ تفتازانی نے فرمایا یہ انصاف کی بات ہے اور علامہ شامی نے بہت سی کتابون سے نقل کیا ہی لو ذھبت الکعبۃ لزیارۃ بعض الاولیاء فالصلوۃ الی ھویھا انتھے یعنے کعبہ شریف اگر کسی ولی کی زیارت کیواسطے جاوے تو نماز اوسکی ہوا کی طرف پڑھنا چاہیے اور ثانیاً فرض کیا کہ اوٹھکر نہین آتا مگر اس سے یہ ثابت نہین ہوتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی کسی محفل میلاد مین تشریف نہین لاتے تمام ارواحونکا عالم برزخ مین سیر کرنا شرح الصدور سے پہلے منقول ہو چکا تو پھر خواص خصوصاً پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات کیونکر حاصل ہوگی شیخ عبد الحق دہلوی نے مدارج النبوۃ مین لکھا ہی پوشیدہ نماند کہ بعد از اثبات حیات حقیقی جسمی دنیاوی برائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اگر گویند کہ حق تعالی جسد شریف را حالتی وقدرتی بخشیدہ است کہ در ہر مکانیکہ خواہند تشریف بخشند خواہ بعینہ یا بمثالہ خواہ بر آسمان یا بر زمین خواہ در قبر شریف یا غیر وی صورتی دارد یا وجود ثبوت نسبت خاص بقبر در ہمہ حال الخ خلاصہ اسکا یہ ہی کہ اگر کہین حق تعالی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جسد شریف کو عالم برزخ مین ایک

انھیں قدرت دی ہے کہ جہاں چاہیں وہاں تشریف لیجاویں خواہ آسمان پر خواہ زمین پر خواہ قبر شریف خواہ غیر قبر میں باوجود ثبوت نسبت خاص کے ساتھ قبر شریف کے ہر حال میں تو درست ہے اور علمای مکہ معظمہ نے اپنے فتوے میں لکھا ہے و نقل عن السید یوسف بن محمد المطاح الاهدل الذی من فحول العلماء المتأخرین فی مکة لامانع من حضور روحه الشریف او مثال نه انه قد صحح ائمة من العلماء وجود المثال وقد ذکر العلامة السیوطی فی کتابه شرح الصدور ان ذلک صحیح الی قوله واما مشاهدة حضوره صلی اللہ علیه وآله وسلم فقد اخبرنی الثقات من اهل الصلاح انهم شاهدوه مرارا عند قرأة المولد الشریف وعند ختم القرآن وبعض الاحادیث انتهی حاصل اسکا یہ ہے سید یوسف بن محمد مطاح جو مکہ میں بہت بڑے عالم تھے اونسے منقول ہے کہ کوئی امر مانع نہیں ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور روح یا مثال ذات سے تصحیح کی اسکی ائمہ علماء نے اور علامہ جلال الدین سیوطی نے شرح الصدور میں ذکر کیا کہ یہ بات صحیح ہے اور مجھے اہل صلاح نے خبر دی ہے کہ اونھوں نے بہت بار مشاہدہ کیا ہے آنحضرت صلعم کو وقت قرأت مولود شریف اور ختم قرآن اور بعض احادیث کے انتہی اسمیں حضرت مجیب غور فرماویں کہ حضرت کا حضور مولود کی مجلس پر نور میں تبصریح مذکور ہے اور حق بات سے منھ نہ پھراویں **قولہ** مگر کشف سے جو کسینے الخ **اقول** امور کشفیہ اگر ظاہر شرع کے مخالف نہوں تو غیر کے واسطے بھی دلیل ہیں والا ائمہ دین کیوں سند

پکڑتے جیساکہ علامہ سیوطی سے ابھی نقل کیا گیا ہو اگر کہو کہ یہ امور ظنی مین تو مسلم ہو مگر باب عمل مین امور ظنیہ پر عمل کرنےمین شرعاً کچھ خلل نہین خصوصاً فضائل اعمال مین کہ احادیث ضعیفہ پر بھی عمل کرنا درست ہو کما صرح بہ ائمۃ الدین **قولہ** ولادت شریف کے ذکر آنیکے وقت روح کے آنے نہ انہین الخ **اقول** اوّلاً جب روح مبارک حضرت سرورکائنات علیہ صلوٰۃ اللہ تعالیٰ وتبارک کا وقت ذکر ولادت شریف کے بروئیت وروایت صلحا وثقات حاضر ہونا ثابت ہوا اور ہر شخص کو یہ معلوم نہین کہ کس مجلس شریف مین تشریف لاوینگے تو پھر احتیاطاً بخیال وامید تشریف آوری حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت ذکر ولادت شریف کے تعظیماً کھڑے رہنے میں کچھ مضائقہ نہین اگر آپ تشریف لائے تو فہو المراد والا فاعل اس فعل حسن کا بحسب نیت ماجور ہوگا جیساکہ شب قدر کی امید مین تمام شب یا تمام رمضان یا برس کوئی شخص بیدار رہے تو ماجور ہوگا شب قدر ملے یا نہ ملے چنانچہ بعض بزرگان دین سے یہہ امر وقوع مین بھی آیا ہو اور ثانیاً مدارج النبوۃ مین شاہ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ العلی نے لکھا ہو واگر ندیدہ ہرگز ومشرف نشدہ بآن واستطاعت نداری کہ استحضار کنی آن صورت موصوفہ باین صفات را بعینہا ذکر کن او را ودرود بفرست بروی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وباش درحال ذکر گویا حاضر ست پیش تو در حالت حیات ومی بینی تو او را متادب باجلال وتعظیم وہیبت وحیاء بدانکہ وی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم می بیند ومی شنوند کلام ترا زیرا کہ وی متصف ست بصفات اللہ تعالیٰ

ویکی از صفات الٰہی ہست انا جلیس من ذکرنی و مر پیغمبر را صلی اللہ علیہ والہ وسلم نصیب
وافر ہست ازین صفت الخ اور معتقد منتقد مین لکھا ہو قال ابو ابراہیم النجیبی
واجب علی کل مومن متی ذکرہ او ذکر عندہ ان یخضع ظاہرا ویخشع باطنا ویوقر
ویسکن من حرکتہ ویاخذ فی ہیبتہ واجلالہ بما کان یاخذ نفسہ لو کان بین
یدیہ ویتادب بما ادبنا اللہ انتہی خلاصہ اسکا یہہ ہو کہ اگر خواب مین کبھی مشرف بدیدار
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہوا تو تو ذکر آپکا اور درود بھیج آپ پر اور وقت ذکر کے
حضرتؐ کو حاضر سمجھ تیرے سامنے گویا کہ دیکھتا ہو تو اونکو حالت حیات مین باادب
اجلال و تعظیم وخضوع وخشوع ہیبت وحیا وسکون ووقار اور جان کہ آنحضرت صلعم
دیکھتے ہین اور سنتے ہین کلام تیرا اسواسطے کہ وہ متصف ہین ساتھ صفات الٰہیہ کے اور
صفات الٰہیہ سے ایک یہ ہو کہ مین ہمنشین ہون میرے ذاکر کا اور پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم
کو اس صفت کا حصہ پورا ہو انتہی اس سے صاف ظاہر ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم
کو وقت درود پڑھنے کے اور اونکے ذکر کرنیکے مانند حالت حیات کے حاضر سمجھنا چاہیے
اور ادب اور تعظیم ایسا بجالانا چاہیے جیسا کہ حضرتؐ کے حضور مین عین حیات مین حاضر
ہو اور جملہ تعظیم حضرت سے قیام ہو چنانچہ حضرت مجیب بھی اسکے قائل ہین بلکہ مستحب
جانتے ہین اور کثرت درود شریف کی محفل میلاد مین خصوصًا وقت ذکر ولادت کے
محتاج بیان نہین ہو تو اس طریق سے ہر مجلس مولود شریف مین ہر شخص کو وقت
ذکر ولادت بتصور حضور کو مشرف برویت روحانیت آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم

ہیو تعظیم وقیام بادب واجلال تمام اور ہیبت وحیا مالا کلام بجالانا چاہیے بلکہ تمام مجلس مین جو درود و ذکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مرکب ہے اول سے آخر تک اگر قیام کیا جاوے تو اولیٰ اور افضل ہی مگر چونکہ یہ امر موجب کلال وملال اور باعث مشقت کمال ہر شخص سے ہونا محال ہی اسواسطے وقت ذکر ولادت کا جسمین بعض کمل نے روحانیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حقیقۃً دیکھا ہی واسطے قیام کے خاص کیا گیا ہی بقاعدہ ان لایدرک الکل لایترک الکل و المشقۃ تجلب التیسیر **قولہ** یہ علما کے نزدیک مستحب ہے **اقول** اگر غرض یہ ہی کہ امر مستحب کا التزام نکرنا چاہیے تو مسلم نہیں کیونکہ بہت سے بارعات مستحسنہ باہین سلمین ملتزم ہین اور علمائے کاملین اُس سے منع نہیں فرماتے ہین بلکہ خود اُسکے عامل اور اوسمین شریک ہوتے ہین ازانجملہ مجلس مولود شریف ہی جس سے ظاہر مجیب کو بھی انکار نہیں معلوم ہوتا ہی دیکھو باہین سلمین شرفا و غربا اُسکا کیا التزام اور اہتمام ہی اور علمائے دیندار سابقًا ولاحقًا بلا انکار اوسمین شریک ہوتے ہین اور اسکا انعقاد کرتے ہین اور اُسکے تحسین و توصیف مین کتب و رسائل آج تک تصنیف کرتے چلے آئے اور اگر مراد یہ ہی کہ امر مستحب کا واجب شرعی اعتقاد کرنا جایز نہیں تو اولًا لفظ لازم جاننے کا جو سوال سائل مین ہی لغتًا وعرفًا نص معنی مذکور مین نہیں ہی بلکہ اکثر لزوم عرفی مین مستعمل ہوتا ہی اور بر تقدیر تسلیم باتفاق مجیب قیام ازجملہ تعظیم رسول کریم ہی اور تعظیم رسول کریم حین حیات اور بعد ممات نزدیک اہل سنت کے واجب ہی چنانچہ معتقد منتقد مین لکھا ہی

واعلم ان حرمة النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعد موتہ وتوقیرہ وتعظیمہ بعد وفاتہ لازم علی کل مسلم کما کان حال حیاتہ لانہ الآن حی یرزق فی علو درجاتہ ورفعة حالاتہ وذلك عند ذکرہ وذکر حدیثہ وسنتہ وسماع اسمہ وسیرتہ انتھی

تو پھر قیام مذکور بھی بطریق مذکور خصوصاً بلحاظ حضور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم واجب ہے اسیواسطے علماء مکہ معظمہ کے فتوے مین تصریح بوجوب قیام وقت حضور روحانیت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واقع ہے قال محمد بن یحیی مفتی حنابلة فی مکة المعظمة فذکروا ان عند ذکر ولادتہ تحضر روحانیتہ صلعم فعند ذلك یجب التعظیم والقیام انتھی خلاصہ اسکا یہ ہے کہ وقت ذکر ولادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روحانیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حاضر ہوتی ہے او سوقت تعظیم وقیام واجب ہے انتہی اور جب کسی امر کے وجوب واستحباب مین اختلاف ہو تو اوسکے اعتقاد وجوب سے شرعاً کچھ قباحت لازم نہین آتی علاوہ برین اگر کوئی اپنے اوپر امر غیر واجب کو واجب کرلیوے تو بھی شرعاً ممنوع نہین چنانچہ نذر شرعاً عبارت ایجاب غیر واجب سے ہے

قولہ فی زماننا اکثر شہرونمین آہ **اقول** وباللہ التوفیق اولاً اکثر شہرونمین محفل میلاد کا انعقاد فقط بانتظام واتفاق فساق تسلیم نہین اور بر تقدیر تسلیم مجلس فساق مین علی الاطلاق اتقیا کا جانا شرعاً منع نہین مثلاً اگر فساق کسی صالح کے جنازہ کے ساتھ ہون یا مسجد مین محض واسطے سماعت قرأت قرآن شریف کے کسی قاری خوشخوان سے جمع ہوئے ہون تو اوس جنازہ کے ساتھ جانا یا اونمین واسطے سماعت قرآن شریف کے

بیٹھنا متقی دیندار کو منع نہیں ہے تو پھر مجلس میلاد شریف مین جسکا انعقاد محض واسطے اظہار سرور اور ذکر و درود کے ہے واسطے سماع ذکر ولادت کے اگرچہ فساق سے ہو بمقتضای صفت انا جلیس من ذکرنی کے حاضر ہونا حضرت رسالت کا شرعاً و عقلاً محال نہین علاوہ برین ارواح طیبہ کا حال مثل ملائکہ کے ہے اور ملائکہ مجالس ذکر مین بغیر تخصیص ذاکر کے کہ کس صفت کا ہو بتصریح احادیث صحیحہ حاضر ہوتے ہین تو پھر روح اطیب حضرت سید مرسلین رحمت عالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر رحمت فرمائے عاصیان امت و رونق افزائے ذکر ولادت ہوئے تو اونکی رحمت عامہ سے کچھ بعید نہین ہے **قولہ** اگر احادیث صحیحہ مین ثابت ہو الخ **اقول** اگر جواز ہر شے کا موقوف وروداحادیث صحیحہ پر ہے نزدیک مجیب کے تو پھر نفس محفل میلاد سے بھی انکار کرنا چاہیے کیونکہ اُسکے جواز و استحسان مین احادیث صحیحہ وارد نہین ہین بلکہ بدعات مستحسنہ سے ہے اگر کہو کہ اوسکا جواز باتفاق علمای کاملین ثابت ہے تو ہم بھی کہینگے جواز حضور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم وقت ذکر ولادت بشہادت علمای راسخین و رویت کملای صالحین ثابت ہے جیساکہ معلوم ہوا او رحضرت مجیب نے بیت اللہ شریف کا دیکھنا اور اپنے مقام سے اُٹھکر نہ آنا اور روح کے آنے نہ آنے مین خیال نکر کے تعظیماً کھڑا ہونا کونسی حدیث صحیح مین دیکھا ہے سو بیان فرماوین **قولہ** بڑی بے ادبی ہے الخ **اقول** بڑی بے ادبی یہ ہے کہ ایمہ دین کو مانند جلال الدین سیوطی کے جنکا تبحر علم حدیث مین ایک عالم مین علم ہے اور حضور روحانیت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جیساکہ گذرا قائل ہین بے ادب بنانا

اور اُنکے قول کو مخالف حدیث کے ٹھہرانا حالانکہ مخالفت حدیث جب تحقق ہوتی کہ مجیب نے کوئی حدیث مانع حضور مذکور سے نقل کی ہوتی مگر باوجود اس سعی و کوشش کے ایک حدیث ضعیف بھی اس امر کی ممانعت مین نقل نہین کی اور نکر سکینگے انشاء اللہ تعالی اور کسی امر مین حدیث کا اصلا جواز و عدم جواز مین نہ وارد ہونا اوس امر کو مخالف حدیث کے نہین کرتا اور کتابون سے تو ثبوت جواز حضور مذکور نقل کیا گیا پھر خلاف کتابون کے اسکو بولنا سراسر خلاف ہے الحمد للہ کہ مجیب کے مقالات واہیہ اور مقدمات ردیہ کے رد و جواب سے بعون عنایت حضرت الوہیت و یمن توجہات حضرت رسالت فراغت کما ینبغی حاصل ہوئی اب جو مصحح مجیبین نے عربی مین لکھا ہے کہ حضور آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ہر مجلس ذکر ولادت مین عقلاً جائز نہین اوسکا بھی جواب سننا چاہئے اگر مراد حاضر ہونا آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ہر مجلس میلاد مین اوقات مختلفہ مین تو ظاہر ہے کہ عقلاً محال نہین کیونکہ نفوس انسانیہ کاملہ خصوص نفوس انبیا کہ اکمل انفاس بنی آدم ہین مانند ملائکہ کے مسافت بعیدہ اور قریبہ اونکے حق مین یکسان ہے کسل و ماندگی سے منزہ ہین اونکی صفات مین تفسیر رحمانی مین امام غزالی سے نقل کیا ہے و یقطعون الارض فی اقل من ساعۃ اور عقائد نسفی مین لکھا ہو فتظھر الکرامۃ علی طریق نقض العادۃ للولی من قطع المسافۃ البعیدۃ فی المدۃ القلیلۃ انتھی اور علامہ شامی نے نقل کیا ہو دوی عن ابراھیم ادھم انھم راوہ بالبصرۃ یوم الترویۃ ورؤی ذلک الیوم بمکۃ انتھی اور یہ حال اُنکا حال حیات مین

ہے اور بعد وفات کے یہ قوت انکی اور زیادہ ہوتی ہے قیصری سے **فصل الخطاب** میں
نقل کیا ہے وبعد انتقالھم ایضاً الی الاخرۃ لازدیاد تلک القوۃ بارتفاع المانع البدنی
آہ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہ جملہ اولیا سے تمام صفات کمالیہ میں اعلیٰ اور
اکمل و افضل ہیں کیونکر یہ قوت حاصل ہوگی **محدث دہلوی** سے سابقاً منقول

ہوا کہ حق تعالی جسد شریف را حالتی بخشیدہ است کہ در ہر مکانیکہ خواہد تشریف بخشد
خواہ بعینہ یا بمثالہ خواہ بر آسمان یا بر زمین الخ اور اگر مراد حاضر ہونا ہے وقت واحد میں
تو بھی بطریق تمثل محال نہیں ہے خصوصاً عالم مثال میں جسکا حال بہت امور میں
مخالف اس عالم شہادت کے ہے **المنجلی فی تطور الولی** علامہ سیوطی کا اس مقدمہ
میں ایک رسالہ ہے اوسمیں فرمایا ہے قد نص علی امکان ذلک ائمۃ اعلام منھم العلاء
علاء الدین القونوی شارح الحاوی والشیخ تاج الدین السبکی وکریم الدین الاملی
شیخ الخانقاہ الصلاحیہ سعید السعداء وصفی الدین ابی المنصور وعبد الغفار
ابن صاحب الوحید والعفیف الیافعی والتاج بن عطاء اللہ والسراج بن الملقن
والبرھان الانباسی وشیخ عبد اللہ المنوفی وتلمیذہ الشیخ خلیل المالکی صاحب المختصر
وابو الفضل محمد بن ابراھیم التلمسانی المالکی وخلق اخرون وحاصل ماذکروہ فی
توجیہ ذلک ثلثۃ امور احدھا انہ من باب تعدد الصورۃ بالتمثل والتشکل کما یقع
ذلک للجان والثانی انہ من باب طی المسافۃ وزی الارض من بعد فیراہ الرائی بحالہ
فی بیتہ وھی بقعۃ واحدۃ الا ان اللہ طوی الارض ورفع الحجب المانعۃ من الاشراق

فظن انه فی مکانین وانما هو فی مکان واحد والثالث انه من باب عظم جثة الولی بحیث ملاء الکون فشوهد فی کل مکان کما قدر بذلک مثال ملک الموت ومنکر ونکیر حتی یقبض من مات فی المشرق والمغرب فی ساعة واحدة ویسأل الآن من قبر فیهما فی ساعة واحدة فان ذلک احسن الاجوبة فی الثلاثة انتهی ملخصا اور صاحب **فصل الخطاب**

نے لکھا ہے پس ظہور در عالم مثالی از مکان وزمان وسائر شرایط جسمانی منزه است و شرایط جسمانی در انجا گنجایش ندارد اور اسی فصل الخطاب میں امام ربانی سے نقل کیا ہے واین کل گاه

در عالم شہادت بود وگاه در عالم مثال چنانچه دریک شب ہزار کس آنسرور را علیہ وعلی الہ الصلوٰة والسلام بصور مختلفه در خواب می بینند و استفاده ہا می نمایند انتہی اور معتقد منتقد

میں لکھا ہے فوجب القول بالمثال سواء وافق صورة الحقیقة اولا لان المرئی علی خلافها انما هو صورة الرائی المنطبعة فی مثاله صلی الله علیه وسلم اذ هو کالمرأة للصورة وبهذا علم جواز رویة جماعة له فی آن واحد من اقطار متباعده باوصاف مختلفة وقالوا رویاه علی صورته الحقیقیة لایحتاج الی تعبیر وعلی غیرها یحتاج الی تعبیر وهی حقیقة فی الوجهین لاتلبیس فیه من الشیطان باتفاق لعموم ان الشیطان لایتمثل له فالصحیح ان رویته صلی الله علیه وسلم حق علی کل حال وان تغیر صفته لان تصور تلک الصورة من قبل الله تعالی قال صلی الله علیه وسلم من رأنی فی المنام فقد رأنی فان الشیطان لایتمثل بی ورویته صلی الله علیه وسلم یقظة جایزة بالاتفاق واقعة فقد حکی ابن ابی حمزة والبارزی والیافعی وغیرهم من الصالحین انهم رأوا النبی صلی الله

علیہ وسلم وذکر ابو حمزۃ عن جمع انہم حملوا علی ذلک روایۃ من رانی مناما فسیرانی
یقظۃ وانہم راوہ نوما فراوہ بعد ذلک یقظۃ وسئلوا عن تشویشہم من اشیاء
فاخبرہم بوجوہ تفریجہا فکان کذلک بلا زیادۃ ونقص انتہی مختصرا خلاصہ اسکا یہ ہی
کہ رویت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بطریق مثال ہی چاہے مثال آپکی صورت حقیقی
ہو یا نہو کیونکہ خلاف صورت حقیقی کے جو صورت دیکھی جاتی ہی وہ صورت دیکھنے والے
کی ہی منعکس ہوئی ہی بیچ مثال آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اسواسطے کہ آپکی
مثال مانند آئینہ کے ہی اور اس طریق مثال سے جایز ہی دیکھنا ایک جماعت کا آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک آنمین دور دور جگہونمین مختلف وصفون کے ساتھ اور کہا
علمانے رویا حضرت کی بصورت حقیقی محتاج تعبیر کی نہین اور بصورت مثالی محتاج ہی
مگر رویت آپکی واقعی ہی دونون صورتونمین کچھ اسمین شبہہ اور تلبیس ابلیس نہین ہی
بالاتفاق کیونکہ شیطان آپکی صورت نہین بنتا پس صحیح یہ ہی کہ رویت آپکی حق ہی ہر
حال مین گو صفت مین تغیر ہو اسواسطے کہ وہ صورت بنائی ہوئی اللہ کی ہی فرمایا نبی
صلی اللہ علیہ وسلم نے جسنے دیکھا مجکو خواب مین پس تحقیق دیکھا مجکو فی الواقع اسلئے کہ
شیطان میری صورت نہین بنتا اور رویت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیداری
مین جایز ہی بالاتفاق بلکہ واقع ہی نقل کیا ابن ابی حمزہ اور بازری اور یافعی وغیرہم نے
بہت سے صالحین سے کہ دیکھا اونہون نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اور ذکر کیا
ابو حمزہ نے ایک جماعت سے کہ حمل کیا اونہون نے اسی پر اس روایت کو کہ جسنے دیکھا

مجھکو خواب مین پس قریب ہے کہ دیکھے گا مجھکو بیداری مین اور تحقیق دیکھا اونھون نے
آپ کو خواب مین پھر بیداری مین اور پوچھا آپ سے تشویش بعض امور سے تو بتلایا آپ
نے اونکو اوسکی صورت کشایش کو پھر ویسا ہی ہوا جیسا بتلایا تھا نہ کم نہ زیادہ ۱۲ اب
اسکی توضیح کیواسطے اگر مثال چاہئے تو جرم فلک ہے جو باوجود حرکت دائمی کے ہر
وقت ہر جگہہ موجود ہو اسیطرح اگر بعض نفوس کاملہ مجردہ کو یہ صفت عطا کیجاوے تو
عقلاً کیا بعید ہو۔ ھذا ما یتسیر لی فی الجواب واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع
والمآب فی کل امر وباب ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم والصلوۃ والسلام
علی رسولہ الرؤف الرحیم القوی الولی العزیز الکریم الفتاح الشکور
الخبیر العلام العلیم

تمت

تواریخ وصال حضرت اعلیٰ واقدس رئیس الفضلاء رأس العرفاء
جناب مولانا مولوی محمد عبید اللہ صاحب قدس سرہ مدرس اعلیٰ جامع
مسجد بمبئی از تصنیف بلیغ فاضل ادیب کامل تاج الفقہاء والمحدثین
جناب مولانا مولوی محمد احمد رضا خان صاحب حفظہ اللہ الرحمن عن شر الزمان

بسم اللہ الرحمن الرحیم
احمدہ واصلی علی السید الحلیم
١٣١٥

تَوَرُّخ الحبین
١٣١٥

مؤارخة وفاة الحمید فی الکونین ١٣١٥ غزیر الطیب والجاہ ١٣١٥

مولانا الفاضل المجید عبید اللہ ١٣١٥

غفر لہ ١٣١٥ وبرّد بید فضلہ منزلہ ١٣١٥

وکرّمہ بجنة اضیافہ نزلہ ١٣١٥

ونوّر باعلیٰ نورہ مدخلہ

عبید اللہ قد سبقا	١٣١٥	بشرق مجدہ الفلقا
جزاہ قدیرہ بلقا	١٣١٥	بکارنج الہدی بلقا
حماد لہ بایدید	١٣١٥	بہا باب الہوی غلقا
عبید اللہ فی عمرہ	١٣١٥	بہ صبح الہدی شرقا

عبید الله فی مصرہ ۔ به حنك الهوى شرقا
عبید الله فی ری ۔ بحسن تقی وزین نقی
عبید الله عند الله ۔ فی الفردوس فی الرفقا
تقاء لنا واوجب من ۔ آنا ربید یدہ افقا

وطیبه بتربیع رضا
کما عده الرضا عبقا

تاریخ آخر

اتوحت سنة غراء ضرتها ۔ ام فرحت بدعة ضراء عزتها
ام قامت الساعة الدهماء ام نفخت ۔ قبل القیامة فی الناقور نفختها
ماذا اعتری سنبئی ماذا تری طرء ۔ تبدلت بالاسی والحزن فرحتها
عهدی بها فی دیار الهند غانیة ۔ تحلی وتجلی فتجلو العین جلوتها
نعم احدثت وملجئ فقد فقدت ۔ تعلا بركات جدیها وجودتها
لعاشر من جمادی خمسة جمرت ۔ عین لفیض وعین فاض عبرتها
یوم الخمیس خمیس الدین قد خمسا ۔ سیقت لساق سباق الحین سائقها
یوم الكواكب والارجاء قاتمة ۔ كانما اغشیت باللیل ضحوتها
لیت المنیة اذ جاءت لركن هدی ۔ استبدلت منه جمعا فیه ضنیتها

[illegible]

قد كان هينا علينا ان نفادی عما
لكنها امر حتم لا مرد له

لما بسبعين او ما فيه او بتها
ولا تعقب اذ حانت قضيتها

الانس والجن والاملاك كلهم
بالصبر مفزعنا والله مرجعنا

كانوا فدا المصطفى لو ساغ فديتها
ونعم عبد الا العلى نعمت علاوتها

اما علمت عبيد الله ان تكلمت
قد كنت فی المصر يضرالدين تنشرت

وفاتك الشرع لا تنسد ثلمتها
باك البيا شرثمة ثم نذ وتها

فاجدت بخدية يا نجد بخد هدی
غدت بك السنة الزهراء ناعمة

فنجدها بك منحوكی و بخدتها
حظ وفوز وفيض منك تحفتها

عادت بك الفتنة الصماء نائمة
جزاك ربك فی الفردوس اجزبة

غنظ وغبط وفيظ منك حصتها
تيمی وتنمی ولا تمنی جزالتها

ولن يضيق رسول الله جاهك به
فانت من جودك الدنيا وضرتها

قال الرضا لك فی التاريخ مبتهلا
اتاك من ربك الحسنی و بهجتها

بنيت نظمی علی هاء الضمير كما
رائی جماهيرهم والتاء حليتها

وفيه متسع كالباء تلزم فی
طالب وصاحب مبنی القول لفظتها

هذا وما للرضا فی الشعر شرع رضا
شرعی الشريعة شعريها وشرعتها

عن ابن عمر رضی الله تعالی عنهما عن النبی صلی الله تعالی عليه وسلم ... البوبکر والمسجد فی النار الاحبات علی الاصل ... كان نثرة فی الاسلام ... تعالی عالی من بزه ... اشارة الی حديث ... اولئک عليهم صلوة من ربهم ورحمة واولئک هم المهتدون ... العلاوة قال فی قوله تعالی ... تعالی حمية و نعم العدلان ونعمت ... الفاروق الاعظم رضی الله ... اقتباس من حديث ...

اوّل نقل فتوی مولوی رشید احمد گنگوہی کی اسبارہ مین کہ جو شخص خدا تعالی کی جھوٹ کے وقوع کا قائل ہووے اوسکو کافر و ضال و بدعتی بلکہ فاسق کہنا بھی نہ چاہیے وقوع کذب باری درست ہے بعدہ اوسکا رد منقول ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ما قولکم رحمکم اللہ دو شخص کذب باری مین گفتگو کرتے تھے ایک کی طرفداری کیواسطے تیسرے شخص نے کہا کہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے ان اللہ لا یغفر ان یشرك بہ و یغفر ما دون ذلك لمن یشآء لفظ ما عام ہے شامل ہے معصیت قتل مؤمن کو پس آیت مذکورہ سے معلوم ہوا کہ پروردگار مغفرت مؤمن قاتل بالعمد کی بھی فرماویگا دوسری آیت مین ہے من قتل مؤمنا متعمدا فجزائہ جھنم خالدا الخ لفظ من عام ہے شامل ہے مؤمن قاتل بالعمد کو اس سے معلوم ہوا کہ مؤمن قاتل مؤمن بالعمد کی مغفرت نہوگی اسکے خصم نے کہا کہ آپکے ستدلال سے وقوع کذب باری ثابت ہوتا ہے کیونکہ آیت مین ویغفر ہے نہ ویمکن ان یغفر یہ سنکر اس قائل نے جواب دیا کہ مینے کب کہا ہے کہ مین وقوع کذب باری کا قائل نہین ہون اور دوسرا قول اسی قائل کا یہ ہے کہ کذب علی العموم قبیح بمعنے منافر للطبع نہین ہے اللہ تعالی نے بعض مواضع مین جایز رکھا ہے اور توریہ اور عین کذب بعض مواضع مین دونون اولی ہین نہ فقط توریہ آیا یہ قائل مسلمان ہے یا کافر اور مسلمان ہے تو بدعتی ضال ہے یا اہل سنت وجماعت ہے باوجود قبول کرنیکے وقوع کذب باری کو بینوا توجروا

الجواب

اگرچہ شخص ثالث نے تاویل آیات مین خطا کی مگر تاہم اوسکو کافر کہنا یا بدعتی ضال کہنا نہین چاہیے کیونکہ وقوع خلف وعید کو جماعت کثیرہ علمار سلف کی قبول کرتی ہے چنانچہ مولوی احمد حسن صاحب رسالہ تنزیہ الرحمن اپنے رسالہ مین تصریح کرتے ہین بقولہ علاوہ اسکے مجوزین خلف وعید وقوع خلف کے بھی قائل ہین چنانچہ اونکے دلائل سے ظاہر ہے حیث قالوا الانہ لیس بنقص بل کمال الخ اس سے ظاہر ہوا کہ بعض علمار وقوع خلف وعید کے قایل ہین اور یہ بھی واضح ہے کہ خلف وعید خاص ہے اور کذب عام ہے کیونکہ کذب بولتے ہین قول خلاف واقع کو سو وہ گاہ وعید ہوتا ہے گاہ وعدہ گاہ خبر اور سب کذب کے انواع ہین اور وجود نوع کا وجود جنس کو مستلزم ہے انسان اگر ہوگا تو حیوان بالضرور موجود ہوویگا لہذا وقوع کذب کے معنے درست ہوگئے اگرچہ بضمن کسی فرد کے ہو پس بنا؁ علیہ اس ثالث کو کوئی کلمہ سخت نہ کہنا چاہیے کہ اسمین تکفیر

علماء سلف کی لازم آتی ہے ہر چند یہ قول ضعیف ہی ہو مگر تاہم متقدمین کے مذہب پر صاحب دلیل قوی کو تضلیل صاحب دلیل ضعیف کی درست نہیں دیکھو کہ حنفی شافعی پر اور بعکس بوجہ قوۃ دلیل بیتی کی طعن و تضلیل نہیں کر سکتا ہے انا مؤمن ان شاء اللہ تعالیٰ کا مسئلہ کتب عقائد میں خود دیکھتے ہیں لہذا اس ثالث کو تضلیل و تفسیق سے مامون کرنا چاہئے البتہ نرمی اگر فہمائش ہو تو بہتر ہے البتہ قدرتہ علی الکذب مع امتناع الوقوع مسئلہ اتفاقیہ ہے کہ اسمیں کسیکا خلاف نہیں اگرچہ اس زمانہ میں لوگوں کو انکار بیجا ہو گیا ہے قال اللہ تعالیٰ ولو شئنا لاتینا کل نفس ھدٰھا ولکن حق القول لاملئن جہنم من الجنۃ والناس اجمعین الآیۃ فقط واللہ اعلم کتبہ الاحقر رشید احمد گنگوہی عفی عنہ (مہر: رشید احمد ۱۳۰۱)

یہ ردِ فتویٰ گنگوہی کا ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی وجب صدقہ وامتنع کذبہ فلہ العظمۃ والکبریاء والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ الذی ختم بہ الانبیاء فلا یمکن نظیرہ عند العقلاء بلا امتراء وآلہ واصحابہ الذین ضربوا رقاب الکذابین لمکذبین فہم الاتقیاء الاصفیاء اما بعد مخفی نرہے کہ اس چودھویں صدی کے وہابیوں نے اول تو امکان کذب باری کو عین ایمان جانا اسکو عوام میں شہرت دی اور یہی کہتے رہے کہ کذب باری ممکن ہے وقوع اسکا محال ہے اب انکے بعض علماء نے وقوع کذب باری کو قبول کر لیا امکان کذب باری کی شہرت حضرت **گنگوہی صاحب** سے شروع ہوئی کہ اول مسئلہ براہین قاطعہ رد انوار ساطعہ میں یہی امکان کذب باری لکھا ہے بعضے انکے طرفداروں نے وقوع تک نوبت پہنچائی حضرت **گنگوہی صاحب** سے وقوع کذب کے بارے میں فتویٰ طلب کیا گیا حضرت **گنگوہی** نے صاف لکھدیا کہ وقوع کذب باری کا قائل کافر و بدعتی و ضال تو کیا بلکہ فاسق بھی نہیں ہے اور وقوع کذب باری کے معنے درست ہونا فرمایا اور ایسے چند امور دوسرے لکھدیئے عوام کے ایمان کی حفاظت کیواسطے یہ تقریر مختصر **راقم** نے کرنا مناسب جانا اللہ تعالیٰ بکرمہ وبفضلہ نافع کرے آمین یا رب العالمین **اقول** وباللہ التوفیق وبیدہ ازمۃ التحقیق اس قائل نے جماعت کثیرہ علماء سلف کیطرف نسبت قبول کرنے خلف وعید کی کی ہے **در مختار** میں ہے والفرق بین السلف والخلف ان السلف الصدر الاول من التابعین منہم ابو حنیفۃ رحمہ اللہ تعالیٰ والخلف بالفتح من بعدہم بالخیر **شرح ہدایہ عینی** میں ہے المراد من السلف الصحابۃ والتابعون وابو حنیفۃ رحمہ اللہ تعالیٰ منہم اور **مجمع الانہر** میں ہے السلف الصحابۃ والعلماء المجتہدون ان تمام عبارات علماء سے واضح ہے کہ سلف صحابہ و تابعین و مجتہدین کو کہتے ہیں علماء کی بول چال میں اسکے موافق اس قائل کے قول کے یہ معنے ہوئے کہ جماعت کثیرہ صحابہ و تابعین و مجتہدین وقوع خلف وعید کو قبول کرتی ہے اور یہ سراسر غلط اور رد ہو کہ وہی ناقصین فی العلم کی ہے ان اکابرین

مین سے یہ کوئی قبول نہین کرتا ہو بلکہ بعض اشاعرہ غیر محققین بلکہ ظاہربین وقوع خلف وعید کو قبول کرتے ہین
شامی مین ہو هل يجوز الخلف في الوعيد فظاهر ما في المواقف والمقاصد ان الاشاعرة قائلون بجوازه
لانه لا يعد نقصا بل جودا وكرما وصرح التفتازاني وغيره بان المحققين على عدم جوازه وصرح النسفي
بانه الصحيح لاستحالته عليه تعالى انتهى اس عبارت سے واضح ہو کہ اشاعرہ غیر محققین جواز خلف وعید کے قائل
ہین اور محققین اسکو قبول نہین کرتے ہین شیخ الشیوخ اس قائل کے **شاہ عبدالعزیز صاحب** فرماتے
ہین **تفسیر عزیزی** مین تحت آیت فلن يخلف الله عهده کے بعضی از ظاہر بینان گفتہ اند کہ خلاف در وعدہ
نیک نقصان ہست ودر وعید بر لطف وکرم مبنی ہست بر قیاس غائب بر شاہد ودر حق او تعالی کہ مبرا از جمیع عیوب
ونقائص ہست خلاف خبر مطلقاً نقصان ہست خواہ نیک باشد خواہ بد اس سے ظاہر ہو کہ بعضے ظاہربین لوگ غائب
کو حاضر وشاہد پر قیاس کرکے اسکے قائل ہوئے ہین اور یہ قائل ہونا انکا مردود ہو چنانچہ شاہ صاحب بھی رد کرتے ہین پس
واضح ہو کہ خلف وعید کو فقط بعض اشاعرہ غیر محققین وظاہربین نے قبول کیا ہو اور یہ لوگ قبول کرنیوالے جو بعضے اشاعرہ ظاہر
بین ہین مجتہدین وصحابہ وتابعین مین سے ہرگز نہین ہین پس سلف مین سے نہین ہین پس سلف کیطرف یہ نسبت قبول کرنیکی
کرنا اونپر افترا اور بہتان ودروغ محض ہو اور لفظ سلف سے مراد یہ بعضے اشاعرہ غیر محققین وظاہربین لینا مخالف عرف علماء
واکثر الاستعمال کے ہو اور ظاہر کے خلاف ہو اور مخالف عرف وظاہر کی نیت خصوصاً ایسے موقع مین مقبول نہین ہو اسکے
نظائر کتب فن مین موجود ہین اگر ان حضرات کو وقوف ہو وے تو دریافت کرین یا بلا قرینہ عرف کی مخالف نیت کا درست ہونا
اور دوسرے کے نزدیک ثابت ہونا منوی کا مخالف عرف وظاہر کے تصریحات علماء سے ثابت کرین تقول باطل کسیکا
مقبول نہین ہو یہ حضرات بدون حوالہ علماء کے ایسے ہی تقول باطل کیا کرتے ہین اور فقط اپنے توہمات کو ہی دوسرونکے
حقمین دلیل شرعی قرار دیتے ہین کوئی اہل عقل اسکو قبول نہین کرتا ہو پس اس قائل کے قول سے صحابہ وتابعین و
مجتہدین پر بہتان وافترا ہونا ثابت ہو اور بعضے اشاعرہ غیر محققین ظاہربین جو قائل خلف وعید کے ہوئے ہین تو وہ اوس
خلف وعید کے قائل نہین ہوئے ہین کہ جسمین کذب باری لازم آتا ہو قبول کرین اور وقوع خلف وعید سے وقوع
کذب باری کو وہ تسلیم کرین بلکہ وہ اوس خلف وعید کے قائل ہوئے ہین کہ اوسکے وقوع سے کذب باری لازم آتا نہین
قبول کرتے ہین چنانچہ وہ جو خلف وعید مین کرم ہونا وجہ جواز کی بیان کرتے ہین تو وہ اوسی خلف وعید کیطرف اشارہ
کرتے ہین کہ جو کذب باری وتبدیل سے بالکل مبرا ہو نہ اوس سے امکان کذب باری مفہوم ہو نہ وقوع کذب باری کی
اوسمین بو ہو چنانچہ اونکی مراد علماء نے بیان فرمائی ہو **حاشیہ عبدالحکیم علی الخیالی** مین ہو مراد ذلك البعض
بقولهم ان الخلف في الوعيد كرم ان الكريم اذا اخبر بالوعيد فاللائق بحاله ومقتضى كرمه ان يبتني اخباره
على المشية فجميع العمومات الواردة في الوعيد معلقة بالمشية وان لم يصرح بها زجرا للعاصين ومنعا لهم فلا يلزم

الکذب والتبدیل بخلاف وعد الکریم فانہ یجب ان یکون قطعیا الان جواز الخلف فیہ لوم لایلیق بشانہ فلا یجوز
بتعلیقہ بالمشیۃ انتہی اگر اس کتاب تک کسی کا مبلغ علم نہ تھا تو عبارت **شیخ عبد الحق محدث دہلوی** کی
تکمیل الایمان رسالہ فارسی مین ہو دیکھلی ہوتی اوس سے بھی یہ مطلب حاصل ہو وہ عبارت یہ ہو جوابش آنست کہ
بقرینہ کرم در اخبار وعید شرط مشیت مقدر بود اگرچہ تصریح بدان نکردہ باشد و خبر وعدہ حتما مقضیا باشد و آیات واحادیث
کہ درانجا تصریح بمشیت وقوع یافتہ است نیز قرینہ آن تواند بود یا خود مراد از اخبار وعید استحقاق عذاب ست نہ وقوع بالفعل یا مراد
بدان انشاء وعید ست نہ حقیقت اخبار پس کذب وتبدیل لازم نیاید انتہی عبارت اول کا یہ مطلب ہے کہ بعضے لوگ جو کہتے ہین
کہ خلف وعید مین کرم ہو اونکے اس قول کی یہ مراد ہو کہ جب کریم خبر وعید کی دیوے تو لائق اوسکے حال کے اور مقتضی اوسکے
کرم کا یہی ہو کہ اخبار وعید کو مشیت پر مبنی کرے باینطور کہ عذاب دینا ہماری مشیت پر موقوف ہو ہم چاہینگے تو عذاب دینگے پس
جب لائق حال کریم و مقتضی اوسکے کرم کا یہی ہوا تو جسقدر خبرین عام وعید مین وارد ہوئی ہین اگرچہ صراحۃً اونمین یہ قید
نہین فرمائی ہو واسطے جھڑکی گنہگارونکے اونکو بغیر اس قید مشیت کے فرمایا ہو لیکن واقع مین وہ تمام خبرین عامہ معلق بمشیت
ہین یعنے مسلمان گنہگارونکو ہم چاہینگے تو عذاب دینگے اور جس خبر مین وعدہ ثواب کا فرمایا ہو وہان لائق شان کریم وجواد کی
ہو کہ اونکو مشیت پر موقوف نرکھے اور کرم وفضل سے اپنے اونکا واقع کرنا واجب کرے اور اونکا واقع ہونا واجب وضرور ہووے کیونکہ
وعدہ ثواب کا خلاف لوم وملامت ہے اور دوسری عبارت کا بھی یہی مطلب ہے کہ ساتھ قرینہ کرم کے اخبار مین شرط مشیت مقدر ہے
اگرچہ صراحۃً یہ شرط بیان نہین کی ہو اور جن آیات واحادیث مین شرط مشیت کی تصریح واقع ہوئی ہو وہ بھی قرینہ اسکا ہوسکتی ہین
کہ جنمین یہ شرط بظاہر مذکور نہین ہو اونمین بھی یہ شرط مشیت مقدر ہو یا مراد اخبار وعید سے فقط استحقاق عذاب کا ہو یہ مراد نہین
کہ یہ بالفعل ہر ایک گنہگار کے حقمین واقع بھی ہوگا یا مراد انشاء وعید سے نہ حقیقت اخبار اور دوسرے بہت کتب مین ایسے ہی جوابات
موجود ہین اونکی عبارات نقل کرنیمین طول ہو دیکھو جب خلف وعید کے معنے مجوزین خلف وعید کے نزدیک یہ ہوئے تو ان
معنے مین تو بھی کذب باری وامکان یا وقوع کی نہین ہو پس اس سے واضح ہو کہ مجوزین خلف ایسے خلف وعید کے قائل
نہین جسکے وقوع سے وہ کذب کا وقوع بھی قبول کرین مجوزین خلف وعید کے قول جواز خلف وعید سے یہ یقین کر لینا کہ وہ وقوع
کذب باری کے بھی قبول کرنیوالے ہین یہ اونپر افترا ہو پس سلف وخلف ومحققین وغیر محققین یا ریاب مین و ظاہر ہین کسی اہل حق کے
مذہب مین وقوع کذب باری تعالی جایز نہین ہو اگرچہ اس کہنے مین کہ خلف وعید جایز ہو باعتبار معنے کے کچہ قباحت نہین ہو جیسا کہ
ابھی معلوم ہوا لیکن لفظ اخلاف کا بولنا خدا تعالی کی خبر کی نسبت اچھا نہین ہو ظاہرا وصورۃً اسلئے علماء متبحرین محققین اشاعرہ
وماتریدیہ اسکے کہنے کو جایز نہین رکھتے ہین اور بہت سے امور ایسے ہین کہ اگرچہ باعتبار معنے کے اونمین قباحت نہووے لیکن بسبب تشبہ و
صورت کے ممنوع ہوگئے ہین راعنا کا لفظ مسلمان صحابہ رضی اللہ تعالی عنہم انحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے حقمین کہتے تھے
معنے قبیح کا وہ خیال نہین کرتے تھے تاہم تشبہ یہود کے ساتھ صورت میں ہوتا تھا خدا تعالی نے منع فرمایا شفاء قاضی عیاض

ہیں بہ ان الیہود کانوا یقولون راعنا یا محمد ای ارعنا سمعک واسمع منا ویعرضون بالکلمۃ یریدون الرعونۃ فنہی المؤمنین عن التشبہ بہم ولو فی الصورۃ اور ایسے ہی انا مؤمن انشاء اللہ حنفیہ شافعیہ کے درمیان مختلف فیہا ہے حنفیہ منع کرتے ہیں شافعیہ جائز رکھتے ہیں اگر اس کہنے میں شک و تردد کا قصد ہووے تبرک و تیمن بذکر الٰہی و نفی عجب و نحو ہا کا قصد ہو تو حنفیہ کے نزدیک بھی جائز ہو لیکن چونکہ صورت شک ہے اس کہنے میں اگرچہ معنی قبیح نہووے اسلئے کہنا اسکا اچھا نہیں **تکمیل الایمان** شیخ عبدالحق محدث دہلوی میں ہے واگر بقصد تبرک و تیمن بذکر الٰہی و نفی عجب و تزکیہ نفس و ابہام عاقبت یا تردد در حصول ایمان کامل

یعنی کہ اولئک ہم المؤمنون حقا بدان اشارت میکند گوید روا باشد و معہذا انکو یہ بہتر تا صورت شک و توہم و تردد در ایمان نبود

ور زبان نرود انتہی پس تشبہ صورت کے سبب سے جیسے راعنا کہنا ممنوع ہوا اور انا مؤمن انشاء اللہ کہنا اچھا نہیں ہوا اور جیسے ترک سجدہ کا شبہ انکار کے سبب سے اور دروازہ مسجد کا بند کرنا تشبہ منع کے سبب سے مکروہ و ناجائز لکھا ہے ایسے ہی تشبہ صوری کے سبب سے خلف وعید کا لفظ بہ نسبت خدا تعالیٰ کے کہنا محققین ناجائز فرماتے ہیں اور اسکا کوئی قائل نہیں ہوا اور کسیئے تصریح نہیں کی ہے کہ مجوزین خلف وعید کے نزدیک امکان کذب باری یا وقوع کذب باری تعالیٰ جائز ہے بلکہ معتبرین و محققین علما تصریح فرماتے ہیں کہ بالاجماع کذب باری باطل ہے اور بالاتفاق نقص ہے اور اجماع عقلاء کا ہے کہ خدا تعالیٰ کذب سے منزہ ہے اور اجماع ہے کہ کذب منتفی ہے اور کذب باری کا نقص عقلی ہونا بالاتفاق ہے اور کذب کے قبح عقلی ہونے میں کسیکا نزاع نہیں ہے چنانچہ چند محققین کی عبارات جو اس مدعی پر دال ہیں نقل کیجاتی ہیں **تفسیر کبیر** میں ہے فان العقلاء اجمعوا علی انہ تعالیٰ منزہ عن الکذب **مسلم الثبوت** و **شرحہ لبحر العلوم** میں ہے والجواب انہ ای المذکور نقص فیجب تنزیہہ تعالیٰ عنہ کیف وقد مرانہ لانزاع فیہ فانہ عقلی باتفاق العقلاء انتہی اور **مواقف** میں ہے یمتنع علیہ الکذب اتفاقا **خیالی** میں ہے الکذب منتف بالاجماع **حاشیہ عبدالحکیم** میں ہے لو لم یقع لزم الکذب فی کلامہ تعالیٰ وہو باطل بالاجماع انتہی **شرح مقاصد** میں ہے لزوم الکذب فی اخبار اللہ تعالیٰ مع الاجماع علی بطلانہ ولزوم تبدیل القول مع النص علی انتفائہ مشکل انتہی اور **مواقف** میں قبل خاتمہ کے ہے وقد اجمعوا علی حدوث العالم و وجود الباری وانہ لاخالق سواہ وانہ قدیم متصف بالعلم والقدرۃ وسائر صفاتہ الجلالیۃ ولا شبیہ لہ ولا ضد ولا ند ولا یحل فی شئی ولا یقوم بذاتہ حادث ولیس فی حیز ولا جہۃ ولا یصح علیہ الحرکۃ والانتقال ولا الجہل ولا الکذب جب ان تصریحات علماء متبحرین سے اتفاق و اجماع ہونا کذب کے بطلان و انتفاء و نقص پر ثابت ہے تو یہ امر ظاہر ہے کہ مجوزین خلف وعید کا خلاف کذب کے بطلان و استحالہ میں نہیں ہے اور ان محققین کے نزدیک انکا یعنی مجوزین خلف وعید کا قول و مذہب یہ ہرگز نہیں ہے کہ کذب باری کا امکان یا وقوع جائز ہے اگر مجوزین خلف کذب باری کے امکان یا وقوع کے قائل و معتقد ہوتے یا صحابہ یا تابعین یا مجتہدین و من بعدہم میں سے کسیکا قول ہوتا یا اشاعرہ و ماتریدیہ میں کوئی امکان یا وقوع کذب باری کیطرف گیا ہوتا تو ضرور علماء محققین و معتبرین میں سے کوئی تو ذکر کرتا کہ فلاں صحابی یا تابعی یا تبع تابعین یا مجتہد یا مشایخ یا فلاں اشاعرہ ماتریدیہ میں سے استحالہ و بطلان کذب باری تعالیٰ کو قبول نہیں کرتا ہے وہ امکان یا وقوع کذب باری تعالیٰ کا قائل ہے جیسے دوسرے مسائل صحابہ و تابعین وغیرہم کے خلاف کو علماء

تبحرین ذکر کرتے ہین کتب دینیہ فقہ و اصول و عقائد مین دیکھو جن مسائل مین کسیکا اختلاف و خلاف ہوتا ہی اوسکو علماء
ضرور ذکر کرتے ہین فروعات مین اختلافات بہت ہین بہت ذکر کرتے ہین عقائد مین اختلاف کم ہی کم ذکر کردیتے ہین مسئلہ
تکوین و انا مومن انشاء اللہ مین مثلاً اختلاف ہی کتب عقائد مین مذکور ہی ایسے ہی کذب باری کے درمیانمین اگر ان اکابرین
اہل حق مین سے کسیکا اختلاف ہوتا تو ضرور علماء ذکر کرتے جب وہ ذکر نہ کیا بلکہ برعکس اوسکے اتفاق و اجماع و استحالہ
و بطلان کذب باری پر ذکر کیا جیسا کہ ابھی اوپر کتب دینیہ معتبرہ مذکورہ سے گذرا ہی تو یہ بات بدیہی ہی کہ اسمین کسی اہل حق
کا اکابرین مذکورین مین سے خلاف نہین ہی نہ سلف کا نہ خلف کا بلکہ غیر اسلام فرقہ حکماء کا بھی کذب باریتعالی کو محال
کہتا ہی شرح مسلم الثبوت مین ہی لکونہ من الاستحالۃ العقلیۃ (اثبتہ الحکماء) ای اثبت کونہ نقصا مستحیل الاتصاف
تعالی بہ الفلاسفۃ مع کونہم لایسندون اقوالہم الی نبی من الانبیاء انتہے اور فرقون مدعیہ سے بھی کوئی قائل امکان یا
وقوع کذب باریتعالی کا نہین ہی سوا ایک فرقہ کے معتزلہ مین سے کہ وہ مرداریہ ہی وہ خدا تعالی کو کذب اور ظلم پر قادر کہتا ہی
اور بھی اوسکے اقوال قبیحہ اس قسم کے ہین مواقف و شرحہ مین مذکور ہین اگر اس فرقہ کے خلاف کے سبب سے کوئی شخص
امکان کذب باری یا وقوع کذب باری کے قائل کو کافر یا بدعتی ضال یا فاسق نجانے تو دوسرا فرقہ معتزلہ کا دو خدا کا قائل ہی
چنانچہ شرح مواقف مین ہی الحابطیۃ ہو احمد بن الحابط نسب اتباعہ الیہ وہو اصحاب النظام قالو للعالم الہان
قدیم وہو محدث والمحدث ہو المسیح والمسیح ہو الذی یحاسب الناس فی الآخرۃ وہو المراد بقولہ جاء ربک والملائکۃ
صفا صفا وہو الذی یأتی فی ظلل من الغمام وہو المعنی بقولہ علیہ السلام ان اللہ خلق آدم علی صورتہ وبقولہ علیہ السلام
یضع الجبار قدمہ فی النار وانما سمی المسیح لانہ قدذرأ الاجسام وخلقہا انتہے اس عبارت سے واضح ہی کہ فرقہ حابطیہ معتزلہ کا
دو خدا کا قائل ہی پس خدا تعالی کی وحدانیت مین بھی خلاف ہوا پس چاہیے کہ دو خدا کہنے والیکو بھی کافر یا ضال یا فاسق
نہ کہنا چاہیے اور اہل حق تو جسطرح دو خدا کہنے والیکو کافر جانتے ہین ایسے ہی امکان یا وقوع کذب باریتعالی کے قائل کو بھی
کاذب جانتے ہین اسلئے کہ جیسے دو خدا کہنا مخالف دلیل عقلی و شرعی کے ہی ایسے ہی امکان و وقوع کذب باری بھی مخالف
دلیل عقلی نقلی کے ہی جیسے آیت قرآنیہ الٰہکم الہ واحد سے تعدد الٰہ کا اعتقاد کفر ہی کیونکہ مخالف آیت مذکورہ کے ہی ایسے ہی
من اصدق من اللہ حدیثا سے کذب باری کے امکان یا وقوع کا اعتقاد رکھنا کفر ہی کیونکہ مخالف آیت مذکورہ کے ہی اور
جسطرح تعدد الٰہ منافی واجب الوجود کے ہی اور منافی ذات پاک کے ہی ایسے ہی کذب باریتعالی بھی منافی اوس ذات پاک
کے ہی تعدد الٰہ باینطور منافی ذات واجب الوجود کے ہی اگر دوسرا خدا ہوگا تو خدا ہونیکے واسطے واجب الوجود ضرور ہی ممتنع الوجود
یا ممکن الوجود کا خدا ہونا بدیہی ہی عقلاء کے نزدیک پس جیسے جناب باری عز اسمہ واجب الوجود ہی دوسرا خدا بھی واجب الوجود
ہوگا واجب الوجود ہونمین جب دونون خدا شریک ہوئے تو ہر ایک کو دوسرے سے جدا و ممتاز و مغائر ہونیکے واسطے ایک
ایک چیز دوسری دونونمین ہونا چاہیے پس ہر ایک مین دو دو چیزین ہوئین تو ہر ایک مرکب ہوگیا اور مرکب اپنے اجزا کی

طرف محتاج ہوتا ہے پس ہر ایک محتاج ہوگا اور احتیاج منافی وجوب الوجود ہے یا اسی قسم کے کوئی دوسری تقریر تقریرات علما میں سے بیان کیجائے جو منافی ذات پاک ہووے پس اسیطرح کذب باری کا منافی ذات واجب الوجود کے ہے کیونکہ وہ ذات پاک مستجمع جمیع صفات کے ہے اور منزہ ہے جمیع عیوب اور نقائص سے اور تنزیہ عن النقائص کے اتصاف بالنقائص منافی ہے اور کذب باریتعالی بھی نقائص میں سے بالاجماع ہے چنانچہ اوپر کی عبارات سے واضح ہے اور یہ عبارت **شرح مواقف** کی ہے وانہ (ای الکذب) نقص والنقص علی اللہ محال اجماعا انتہی جس سے کذب کا نقص ہونا اور نقص کا بالاجماع خداتعالے کے حقمیں محال ہونا واضح ہے اسیواسطے کہ وجوب الوجود وذات منزہ عن النقائص کے منافی ہے اتصاف بالنقائص پس کذب کا منافی ذات واجب الوجود وذات منزہ عن النقائص کے ہونا واضح ہے پس جسطرح دلیل عقلی ونقلی سے تعدد الہ محال ہے ایسے کذب باریتعالی دلیل عقلی ونقلی سے محال ہے اور منافی ذات واجب الوجود کے ہے اور جسطرح قائل تعدد الہ کا فر ہے قائل کذب باریتعالی بھی کافر ہے اگر کسیکو تصریح معلوم نہو وے کہ خداتعالی کے حقمیں گمان کذب کا کرنیسے کافر ہوجاتا ہے تو تصریح موجود ہے **امام رازی تفسیر کبیر** میں تحت آیت اذا استیاس الرسل الآیۃ کے فرماتے ہیں لان المومن لا یجوز ان یظن باللہ الکذب بل یخرج بذلک عن الایمان فکیف یجوز مثلہ علی الرسل اور کذب کا نقص ہونا اوپر معلوم ہوا اور نقص خداتعالی کیطرف نسبت کرنیسے کافر ہونا اس عبارت **عالمگیریہ** سے بھی واضح ہے یکفر اذا وصف اللہ تعالی بما لا یلیق بہ او نسبہ الی الجہل او العجز والنقص انتہی اور اس سے طعن قرآن مجید وکل شریعت میں ہونا اس عبارت **امام رازی** سے جو تحت آیت ومن یقتل مومنا الآیہ کے ہے واضح ہے ومعلوم ان فتح ہذا الباب یفضی الی الطعن فی القرآن وکل الشریعۃ انتہی اور **شرح مواقف** میں موجود ہے واذا جاز وقوع الکذب فی کلامہ ارتفع الوثوق عن اخبارہ بالثواب والعقاب وسائر ما اخبر بہ من الاحوال الآخرۃ یعنے خداتعالی کے کلام میں کذب واقع ہوگا تو ثواب وعذاب وباقی خبروں آخرت کا اعتبار جاتا رہیگا اور اسیطرح کذب باری ممکن یا واقع ہوگا تو معجزہ بھی صدق نبی علیہ السلام پر دال نہوگا پس ثبوت نبوت کا بھی نہوگا یہ تمام کفریات قائل کذب باری کے امکان یا وقوع پر لازم آتے ہیں اور تمام امور اعتقادیہ ایمانیہ درہم برہم ہوئے جاتے ہیں پس واضح ہے کہ امکان یا وقوع کذب باری کا کوئی اہل اسلام قائل نہیں ہے تمام اہل اسلام وعقلاء سوائے فرقہ مزداریہ کے یا اونکے بھائی وہابیہ کے کوئی امکان کذب باری باریتعالی کا قائل نہیں ہے اشاعرہ وماتریدیہ محققین وظاہرین تمام کذب باری کے استحالہ کے قائل ہیں اور ادلہ قطعیہ عقلیہ سے جیسے تعدد الہ باطل ہے اور قائل اوسکا کافر ہے ایسے ہی کذب باریتعالی کا قائل بھی کافر ہے اس شخص مجیب نے مجوزین خلف وعید پر قائل ہونے وقوع کذب کا بہتان لگایا ہے اونکے کذب باریتعالی کے وقوع یا امکان کے قائل نہونے پر چند امور دال ہیں ایک[1] یہ کہ علماء متبحرین بالاجماع کذب باریتعالی کا باطل ونقص عقلی ہونا فرماتے ہیں اور بالاتفاق اوسکا محال ہونا بیان کرتے ہیں اگر سلف یا خلف محققین یا ظاہرین سے کوئی بھی امکان وجواز کا قائل ہوتا تو اتفاق واجماع نفرماتے بلکہ صراحۃً ذکر کردیتے کہ فلاں صحابی یا تابعی یا مجتہد یا محقق

یا غیر محقق کا اسمین خلاف ہی جیساکہ مسائل مختلف فیہا اعتقادیہ وعملیہ مین جسطرح خلاف ہونا ذکر کر دیتے مین ایس اختلاف ذکر نہ کرنا اور اتفاق واجماع کی تصریح کرنا دلیل واضح ہی کہ ہرگز کوئی بھی سلف وخلف اشاعرہ وماتریدیہ سے وقوع یا امکان کذب باریتعالی کا قائل نہین ہی **دوسرا امر** یہ ہی کہ قائلین خلف وعید کیطرف سے ایسے اجوبہ نقل کرتے مین کہ لزوم و تبدیل قول مجوزین خلف وعید پر ہرگز لازم نہین آتا ہی اگر اونکے نزدیک کذب باریتعالی جایز ہوتا تو کوئی عالم تو یہ ذکر کرتا کہ مجوزین خلف وعید کذب باریتعالی کے قائل ہین اونکے نزدیک کذب لازم آئیسے خلف وعید مین اونکے نزدیک استحالہ لازم نہیں آتا ہی جب یہ کسینے بالتصریح بیان نہ کیا تو واضح ہی کہ انکے نزدیک کذب باریتعالی کا وقوع یا امکان جایز نہین اسیواسطے اونکی طرف کوئی عالم یہ نسبت نہین کرتا اور **تیسرا امر** یہ کہ ادلہ قطعیہ عقلیہ ونقلیہ سے مانند تعدد الہ کے کذب باری باطل ہی اور جیسے قائل تعدد الہ کا فر ہی ایسے ہی قائل کذب باری بھی کافر ہونا اور یہ معلوم ہو چکا پس سلف وخلف واشاعرہ وماتریدیہ محققین وغیر محققین جو اہل اسلام ہین خصوصا اہلسنت وجماعت اونکے حقمین یہ گمان کرنا کہ اُنھون نے مخالف ادلہ قطعیہ عقلیہ ونقلیہ کے ایسا امر جسکا کفر ہونا ثابت ہی اور تمام امور اعتقادیہ کی بیخکنی جس سے ہوئی جاتی ہی اپنا مذہب و ملت ٹھہرایا ہی عقل سلیم مین ہرگز نہین آسکتا ہی اور اسکا صدور اُنسے ہرگز کوئی اہل اسلام قبول نہین کر سکتا ہی اول تو اونکے قول سے اسکا بوضاحت ثبوت نہین اگر بالفرض اونکا کلام اسپر دال بھی ہوتا تو جب بھی معنی ظاہری اونکی مراد ہونا عقل سلیم کے نزدیک نہین ہوسکتا ہی تو اونکے کلام کو مأول ومصروف عن الظاہر کرنا واجب وضرور ہونا پس کسی اہل اسلام کی عقیدہ مین وقوع کذب کا ثبوت یا امکان کذب کا ثبوت نہین ہی کہین کسینے بطور معارضہ فاسدہ بالفاسد والزام بمقابلہ خصم قول مقدوریت وامکان کا کر دیا تو اس سے یہ لازم نہین آتا کہ اوس معارض وملزم کا وہی عقیدہ ومذہب ہے حجج الزامیہ سے کتب فن مملو ہین ادلہ توحید مین بھی اسطرح کبھی محققین نے کہدیا ہی اور معارضہ فاسدہ بالفاسد والزام کے طور پر قول ایسا بیان کر دیا ہی جس سے توحید کے مخالف ثابت ہووے کتب کلامیہ کو دیکھو اونمین یہ ہی یا نہین کیا اس سے یہ لازم آتا ہی کہ قائل کا عقیدہ توحید کا نہین ہی ایسا خیال تو کوئی بڑا احمق بھی نکریگا چہ جائیکہ کوئی عالم عاقل اگر کوئی یہ کہے کہ بالنظر الی الذات مع قطع النظر عن الدلیل یہ امتناع معلوم نہین ہوتا ہی یہی امکان کذب ہی تو جواب اسکا بعد تسلیم اس امر کے کہ کذب باری من حیث ہو کذب باری بالنظر الی الذات ممکن معلوم ہوتا ہی یہ دیا جا سکتا ہی کہ اگر یہی امکان امکان بالذات ہی تو چاہئے کہ تعدد الہ بھی ممکن بالذات ہو جاوے کیونکہ تعدد الہ کا بطلان بھی دلیل سے ہی معلوم ہوتا ہی اور توحید جاننے کیواسطے احتیاج دلیل کی ہوتی ہی اسیواسطے علماء متبحرین ادلہ قایم کرتے ہین اور حاشیہ **عبد الحکیم علی الخیالی** مطبوعہ نولکشور صفحہ ۵۴ سطر ۱۹ مین بھی یہ موجود ہی لا فرق فی الالہین والجسمین القدیمین فی ان وجود کا منہما ممتنع بالنظر الی الدلیل عند المتکلمین وممکن بالنظر الی ذاتہما مع قطع النظر عما سواہما کما لا یخفی انتہے پس ایسا امکان تو تعدد الہ مین بھی ہی لیکن یہ امکان بمعنی کون الشئی بحیث لم یحکم العقل عند التخلیہ بامتناع تحققہ ولا بوجوبہ ہی اسکو امکان ذہنی

کہتے ہین یہ امکان ذاتی سے عام ہے یعنے یہ امکان وہان بھی پایا جاتا ہے جہان ممکن بالذات نہین ہوتا ہے یعنے ممتنع بالذات
کو بھی یہ امکان شامل ہے حاشیہ چلپی علی الخیالی مین ہے کون الشئ بحیث لم یحکم العقل عند التخلیة بامتناع تحققه
ولا بوجوبه هو الامکان الذهنی وهو اعم من الامکان الذاتی لتحققه فی الممتنع بالذات الذی امتناعه علی العقل اذ کان
معرفته امتناعه کسبیا انتہی حاشیہ عبدالحکیم علی الخیالی مین ہے قوله هذا هو الامکان الذی الخ یعنی عدم الحکم
بامتناعها بعد التخلیة هو الامکان المفسر بتجویز الذهن وفرضه مع عدم المانع الشامل للممتنع الذی یکون العلم بامتناعه
کسبیا اذ یصدق علیه ان العقل بعد التخلیة لا یحکم بامتناعه انتہے پس یہ امکان منافی ممتنع بالذات کے نہین ہے پس کذب
باریتعالی و تعدد الہ دونون ممتنع بالذات ہی رہے امتناع ذاتی نظری و کسبی ہونیکے باعث سے ناقصین فی العلم امتناع ذاتی
کو نہین سمجھتے ہین بلا دلیل کذب باریتعالی کو ممکن بالذات بتاتے ہین اور وقوع کذب باری کو درست کہکر ایمان کھوتے ہین
مصنفین عاقلین اس تقریر کو خیال فرماکر کذب باری کے محال بالذات اور قائلین امکان و وقوع کذب باری کے
عقیدہ کفریہ پر واقف ہوجاوینگے جب فقط اس امکان ذہنی کے سبب سے کذب باری کو ممکن یہ لوگ جانتے ہین اور جابجا
کہتے پھرتے ہین اور اخبارات و اشتہارات مین بھی مطبوع کرادیا ہے کہ خدا تعالی جھوٹ بول سکتا ہے تو معلوم ہوگیا کہ ایسا امکان
ذہنی متکلمین کے نزدیک تعدد الہ مین بھی ہے پس چاہئے کہ یہ بھی کہتے پھرین کہ ہان ہان دو خدا بھی ہوسکتے ہین نعوذ
باللہ من ذلک اور مولوی احمد حسن صاحب کے رسالہ کی جو عبارت ناتمام اس مجیب نے لکھی ہے تو اوس سے ناواقف
لوگ یہ خیال نہ کرین کہ مولوی احمد حسن صاحب بھی مانند اس مجیب کے مجوزین خلف وعید کو قائل وقوع کذب باری
کا نعوذ باللہ من ذلک بتاتے ہین یا وہ اسکو ثابت کرتے ہین کیونکہ اونھون نے اس عبارت کے قریب تصریح کردی ہے کہ
وقوع کذب باری بالاجماع باطل ہے جس سے واضح ہے کہ اسکا کوئی قائل نہین ہے اور انھون نے بھی اپنے رسالہ مین
یہی ثابت کیا ہے کہ مجوزین خلف وعید ہرگز امکان کذب باری کے قائل نہین ہین پس اس غرض کے واسطے عبارت
مولوی احمد حسن صاحب اگر اس مجیب نے نقل کی ہے تو یہ سراسر عوام کو فریب مین ڈالا ہے اور کوئی دوسری غرض صحیح
اسکے نقل کرنیسے ظاہر نہین ہے اور یہ جو کہا کہ کذب بولتے ہین قول خلاف واقع کو سو وہ گاہ وعید ہوتا ہے گاہ وعدہ گاہ
خبر اور سب کذب کے انواع ہین اور وجود نوع کا وجود جنس کو مستلزم ہے انسان ہوگا تو حیوان بالضرور موجود ہوگا انتہی
یہ بھی مجیب صاحب کے فہم و علم کی خبر دیتا ہے اول اس کلام مین یہ ہے کہ جب وعید و وعدہ و خبر کو کذب کے انواع قرار دیے
اور کذب ان انواع کی جنس قرار دی ہے اور مثال حیوان و انسان کی دی ہے تو اس سے واضح ہے کہ اس مجیب کے نزدیک یہ کذب
ان انواع کا جزء ہے جیسا کہ حیوان انسان و بقر و غنم و فرس وغیرہا کا جزء ہے پس لازم آتا ہے کہ کوئی وعدہ و وعید و خبر صادق نہو
کیونکہ جب کذب جزء ہوا تو کذب کا انفکاک کہ جزء ہے ان امور سے محال ہوا لاستحالة وجود الکل بدون الجزء اب اگر صدق ان امور
مین پایا جاویگا تو اجتماع نقیضین لازم آویگا کیونکہ صدق کذب کا نقیض ہے اور اجتماع نقیضین محال بالذات ہے پس

وعدہ و وعید وخبر کا صادق نہونا محال بالذات ہو پس تمام اخبار و وعدات و وعیدات خواہ خالق کے ہون خواہ مخلوق
سب کا کاذب ہونا اور صادق نہونا اس مجیب کی تقریر سے لازم آیا اور خدا تعالی و رسل علیہم السلام کے اخبار و وعدات و
وعیدات کی نسبت یہ اعتقاد رکھنا اور انکے وعدات و وعیدات و اخبار کا جزء کذب کو کہنا جس سے صدق انکا محال بالذات ہوتا
ہو کفر صریح ہو اور یہ بھی لازم آیا کہ کوئی خبر خواہ متواتر ہووے یا غیر متواتر موجب یقین ہرگز نہووے اور حالانکہ خبر متواتر کا
موجب یقین ہونا بالاجماع ثابت ہو اور قطع نظر متکلم فقط بالنظر الی الخبر جو خبر کو محتمل کذب کہتے ہین تو اوس سے کسی جاہل
کو یہ وسواس نہووے کہ خبر کا کذب جزء ہو کیونکہ یہ علماء محققین نے تصریح فرما دی ہو کہ خبر تو موجب و سبب صدق
ہی ہوتی ہو اور خبر کو دخل ایہام کذب مین ہرگز نہین ہو ایہام کذب فقط ایک احتمال عقلی ہو کہ عقل اوسکے سلیے حکم
کرتی ہو چنانچہ خیالی و عبد الحکیم مین مصرح ہے خیالی مطبوع نولکشور کے صفحہ ۴۴ مین ہو والخبر سبب للاعتقاد واما وهم الكذب
فلا مدخل للخبر فيه ولذا قيل مدلول الخبر هو الصدق والكذب احتمال عقلی انتهى اور عبد الحکیم مطبوع نولکشور کے صفحہ
مین ہو لا مدخل للخبر فی ایہام الکذب بل هو احتمال يحكم به العقل واما الخبر فموجب الصدق فان قولنا زيد قائم يدل على
ثبوت القيام لزيد ضرورة انه موضوع لكن لما جاز تخلف المدلولات الوضعية عن الالفاظ الدالة عليها بالعدم لعلاقة
العقلية احتمل عند العقل ان لا يكون مدلوله متحققا فلا يكون صادقا اس سے واضح ہو کہ خبر کو وہم کذب مین ہرگز دخل نہین ہے
پس وجود خبر و نحوہ کو مستلزم وجود کذب کا کہنا جہالت و غباوت صرف ہو الغرض کذب کو خبر و وعدہ و وعید کی جنس قرار
دینا یہ سراسر باطل ہو ادنی عقل والا بھی اسکو باطل جانتا ہو چہ جائیکہ علماء اگر یہ مراد ہو کہ قول خلاف واقع کذب ہے وہ خلاف
وعدہ و خلاف وعید و خبر خلاف واقع کے جنس ہو اول تو یہ مراد ہونا مجیب صاحب کے قول سے متبادر نہین ہو اور خلاف متبادر
علامت مجازیت کی ہو اور مجاز بلا قرینہ درست نہین اور بعد تسلیم اس مراد کے جس خلاف وعید مین کہ وہ خلاف وعید صادر
کا ہی کلام ہو اوسکے جنس کذب کو کوئی عاقل و اہل اسلام قبول نہین کرتا ہو جو قائلین خلف وعید کے ہین اونکی مراد اول
معلوم ہو چکی ہو کہ وہ معلق مشیت ٹھہراتے ہین جسمین کذب کی ہرگز بو نہین ہو پس اوس خلف وعید کی جنس قرار دینا اور قائلین
خلف وعید کا بھی یہی مذہب بنانا کہ وقوع کذب کے معتقد ہین اونکی مراد سے جاہل اور اس اعتقاد کا انکے ذمہ بہتان لگانا
ہو اور حضرت مجیب نے وعدہ و وعید کو قسیم گردانا ہی خبر کا چنانچہ اسکے قول سے واضح ہو عاقل پر اور حالانکہ وعدہ و وعید
دونون خبر کے قسمین ہین پس قسم شی کو قسیم ان حضرت نے گردان دیا ہو بطلان اسکا عاقلین پر واضح ہو بلکہ اصل مسئلہ
جواز خلف وعید معتزلہ کا ہو بعض اہلسنت نے معتزلہ کے اس مسئلہ مین موافقت فقط کی ہو چنانچہ **شرح شفا ملا علی
قاری** مطبوعہ مصر جلد ثانی صفحہ ۵۳۴ مین ہو قولهم (المعتزلة) يجوز خلف الوعيد لانه محض كرم مع ان الله تعالى ان الله
لا يخلف الميعاد وقد جعلت فی هذه المسئلة رسالة مستقلة مسماة بالقول السديد فی خلف الوعيد ردا على بعض اهل السنة
حيث وافق المعتزلة انتهى اس سے واضح ہو کہ اصل مین یہ مسئلہ اہلسنت کا نہین ہو بعض اہلسنت نے اس مسئلہ مین معتزلہ کی

موافقت کی ہے اور **شرح مقاصد** جلد ثانی صفحہ ۲۳ میں ہے نعم لزوم الکذب فی اخبار اللہ تعالیٰ مع الاجماع علی بطلانہ
ولزوم تبدیل القول مع النص الدال علی انتفائہ مشکل فالجواب ان من تحقق العفو فی حقہ یکون خارجا عن عموم اللفظ
بمنزلۃ الثابت فان قیل صیغۃ العموم المتعریۃ عن دلیل الخصوص تدل علی ارادۃ کل فرد مما یتناولہ اللفظ بمنزلۃ التنصیص علیہ
واسم الخاص فاخراج البعض بدلیل متراخ یکون نسخا وھو لا یجری فی الخبر للزوم الکذب وانما التخصیص ھو الدلالۃ علی
ان المخصوص غیر داخل فی العموم ولا یکون ذلک الا بدلیل متصل قلنا ممنوع بل ارادۃ الخصوص من العام والتقیید من المطلق
شائع من غیر دلیل متصل ثم دلیل التخصیص والتقیید بعد ذلک وان کان متراخیا بیان لا نسخ وھذا ھو المذھب عند الفقہاء
الشافعیۃ والقدماء من الحنفیۃ وکانوا ینسبون القول بخلاف ذلک الی المعتزلۃ الا ان المتأخرین منہم یعدون ذلک نسخا
ویخصون التخصیص بما یکون دلیلہ متصلا ویجوزون الخلف فی الوعید الخ اس سے صاف ظاہر ہے کہ بعض متاخرین خلف
وعید کو جائز رکھتے ہیں نہ متقدمین وسلف اور قدرت علی الکذب مع امتناع الوقوع کو جو مسئلہ اتفاقیہ بتایا ہے اور کہا ہے کہ اسمیں کسیکا
خلاف نہیں ہے یہ بھی سراسر دروغ ہے کتب معتبرہ میں علماء متبحرین تصریح فرماتے ہیں کہ قدرت ممکنات صرفہ سے ہی متعلق ہوتی ہے اور
اور ممکنات کے ہی ساتھ متعلق ہونا قدرت کا خاصہ ہے واجبات وممتنعات سے قدرت الٰہی متعلق نہیں ہوتی ہے بلکہ قدرت خداوندی
کا ممتنعات وواجبات سے متعلق ہونا محال ہے کیونکہ قلب حقایق یا تحصیل حاصل محال لازم آتی ہے اگر قدرت کا متعلق ہونا واجبات و
ممتنعات سے فرض کیا جاوے چنانچہ اسکی تقریر کلام علماء میں آتی ہے اور ناقصین فی العلم اپنے قصور فی العلم کے سبب سے توہم فاسد
کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی قدرت کے تحت میں کذب باری داخل نہوگا تو خدا تعالیٰ کا عجز لازم آویگا اتنی تمیز وعلم انکو نہیں ہے کہ اقوال
علماء دیکھکر معلوم کریں کہ ممتنعات وواجبات پر قدرت نہونے سے عجز لازم نہیں آتا ہے کیونکہ ممتنعات وواجبات وظیفہ ومحل قدرت نہیں ہیں عجز
توجب لازم آتا کہ وظیفہ ومحل قدرت پر قدرت نہوتی کہ وہ ممکنات صرفہ ہیں یہ تمام علماء کے کلام میں مصرح ہے **شرح مواقف** مطبوعہ
نولکشور صفحہ ۵۹۲ میں ہے ان علمہ تعالیٰ یعم المفہومات کلہا الممکنۃ والواجبۃ والممتنعۃ فہو اعم من القدرۃ لانہا تختص بالممکنات دون
الواجبات والممتنعات اور **حاشیہ بحیوری** میں ہے بخلاف القدرۃ والارادۃ لم تتعلقا الا بالممکن اذ لو تعلقتا بالواجبات لاثرتا
فیہا الوجود فیلزم تحصیل الحاصل او العدم فیلزم قلب الحقایق لان حقیقۃ الواجب ما لا یقبل العدم ولو تعلقتا بالمستحیلات
لاثرتا فیہا الوجود فیلزم قلب الحقایق لان حقیقۃ المستحیل ما لا یقبل الوجود او العدم فیلزم تحصیل الحاصل انتہی **شرح عقائد جلالی**
میں ہے الکذب نقص والنقص علیہ تعالیٰ محال فلا یکون من الممکنات ولا یشملہ القدرۃ کما لا یشمل القدرۃ سائر وجوہ النقص علیہ
کالجہل والعجز ونفی صفات الکمال انتہی اور **حاشیہ بحیوری** میں ہے ولا یلزم من عدم تعلق القدرۃ عجز لانہما لیسا من وظیفتہا
ولانہا لو تعلقت بہا لزم الفساد اذ یلزم علیہ تعلقہا باعدام الذات العلیۃ وبسلب الالوہیۃ عنہا ونحو ذلک وبہذا یعلم سقوط
قول بعض المبتدعۃ ان اللہ قادر علی ان یتخذ ولدا اذ لو لم یقدر علیہ لکان عاجزا انتہی **حاشیہ عبد الحکیم** میں ہے ان عدم
القدرۃ مع الممتنع بالغیر لیس بعجز لانہ لیس محلا للقدرۃ اذ ہی یتعلق بالممکنات الصرفۃ الا یری انہ تعالیٰ لا یقدر علی اعدام

المعلول مع وجود العلۃ التامۃ انتہی دیکھو اول عبارت شرح مواقف سے واضح ہے کہ قدرت خداتعالیٰ کی خاص ہے ساتھ ممکنات کے واجبات وممتنعات سے قدرت متعلق نہیں ہوتی ہے اور دوسری عبارت حاشیہ بیجوری سے واضح ہے کہ قدرت واجبات وممتنعات سے متعلق ہوگی تو محال قلب حقائق یا تحصیل حاصل لازم آویگی اور تیسری عبارت شرح عقائد جلالی سے ظاہر ہے کہ کذب باریتعالیٰ ممکنات میں سے نہیں ہے اسکو قدرت شامل نہیں ہے جیسے باقی وجوہ نقص مانند جہل وعجز کو قدرت شامل نہیں ہے اور چوتھی عبارت حاشیہ بیجوری سے واضح ہے کہ قدرت ممتنعات سے متعلق ہوگی تو لازم آویگا کہ خداتعالیٰ کو اپنی ذات پاک کے معدوم کرنے اور اپنی الوہیت کو دور کرنے پر بھی قادر ہووے اس تقریر سے باطل وساقط ہوگیا قول ان مبتدعہ کا جو کہتے ہیں کہ خداتعالیٰ اپنے ولد بنانے پر قادر ہے اگر اسپر قادر نہو گا تو خداتعالیٰ کا عجز لازم آویگا اور بہت سی عبارات کتب دینیہ معتبرہ کی موجود ہیں جنمیں مصرح ہے کہ قدرت فقط ان امور پر ہے جو تحت مشیت وارادہ ہیں جو حال یا مآل میں موجود ہیں اور جو ایسے امور ہیں سو نہیں ہے اوسپر قدرت نہیں ہے پس ان تمام عبارات واقوال سے واضح ہے کہ ممتنعات تحت قدرت داخل نہیں ہیں اور کذب باری کا نقص وممتنع ہونا بالاتفاق واضح ہے اوسپر بھی قدرت نہیں بلکہ حاشیہ عبدالحکیم سے واضح ہے کہ ممتنع بالغیر بھی محل قدرت نہیں اور اسپر بھی قدرت نہونیسے عجز لازم نہیں آتا ہے پس علما کذب باری ودیگر ممتنعات بالذات وبالغیر دونو پر قدرت نہونا اور اس سے عجز لازم نہ آنا فرماتے ہیں اور اسمیں کسی اہل حق کا اختلاف وخلاف بھی نہیں ذکر کرتے جس سے واضح ہوتا ہے کہ کذب ونحوہ پر قدرت نہونا بالاتفاق ہے اور حضرت مجیب صاحب برعکس اسکے مسئلہ اتفاقیہ فرماتے ہیں یہ سراسر دروغگوئی و دھوکہ دہی عوام نہیں تو اور کیا ہے ہاں حضرت مجیب صاحب خود کا ان اہل بدعت میں سے ہونا قبول کریں جو خداتعالیٰ کو اتخاذ ولد پر قادر بتاتے ہیں تب ہی یہ دروغگوئی کی صفت اُنسے دور نہیں ہوسکتی کیونکہ بالاتفاق نہوا بلکہ اہل حق کے نزدیک بالاتفاق قدرت نہونا معلوم ہوا پس کذب دروغگوئی مجیب صاحب کی ثابت ہے اور خداتعالیٰ تو ایسے نقائص پر قدرت ہونیسے پاک اور بری ہے اور مجیب صاحب نے جو آیت ولو شئنا لآتینا الآیۃ ذکر کی اوس سے اگر یہ مراد ہے کہ جو متعلق بمشیت ہے وہ ممکن وتحت قدرت ہے تو بطلان اسکا واضح ہے کیونکہ ارادہ ومشیت دونوں ایک ہیں کما ہو مقرر فی مقرہ اس دوسری آیت ولو اردنا ان نتخذ لہوا لاتخذناہ من لدنا میں خداتعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر ہم ارادہ کرتے لہو پکڑنیکا یعنے زوجہ یا ولد اپنا بنانیکا کرتے تو اپنے نزدیک سے اپنی زوجہ و ولد بنا لیتے اس سے واضح ہے کہ اتخاذ ولد وزوجہ کو متعلق ساتھ ارادہ کے کیا ہے پس اگر متعلق مشیت وارادہ ممکن وتحت قدرت ہے تو اتخاذ ولد وزوجہ بھی ممکن وتحت قدرت ہوا جاتا ہے یہ بھی مخالف تمام عقلاء واہل اسلام وغیرہم کے ہے سوا ایک فرقہ بے ایمان کے اور اگر یہ مراد ہے کہ جو وعید اس آیت ولو شئنا میں ہے کہ جن وانسان سے دوزخ ہم بھر دینگے وہ وعید ان لوگوں کو شامل ہے جو خداتعالیٰ کو کذب پر جو نقص بالاتفاق ہے قادر نہیں جانتے ہیں تو اوپر معلوم ہوچکا ہے کہ اسکا استحقاق انھیں لوگوں کو واسطے ہے جو خداتعالیٰ کو کذب کے امکان یا وقوع کے قائل ہیں اور اگر مراد دوسری ہے تو بیان کرنا چاہیے اسکا جواب دیا جاویگا اسیقدر پر اس تقریر کو ختم کیا جاتا ہے اگرچہ بہت سے مواخذات جواب مجیب میں باقی ہیں لکن گنجایش نہونیکے سبب سے ترک انکا ضرور ہے خداتعالیٰ اسیقدر کو نافع کرے آمین یارب العالمین فصلے اللہ علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین واللہ اعلم وعلمہ احکم حررہ المفتقر الی ربہ القدیر محمد نذیر المعروف بہ نذیر احمد خان عفی عنہ [مہر: محمد نذیر ... ۱۳..]

الجواب صحیح والمجیب مصیب کتبہ عبدالرحیم عفی عنہ [مہر: عبدالرحیم ۱۳..]